کیا احمدی سچّے مسلمان نہیں؟

بجواب

"قادیانیوں اور دُوسرے کافروں کے درمیان فرق"

اے۔ ایس مُوسیٰ

فہرست مضامین

نمبر شمار	عناوین	صفحہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لدھیانوی صاحب کے کتابچہ کے متعلق ایک عمومی جائزہ

یہ کتابچہ دراصل مولوی محمد یوسف لدھیانوی صاحب کی ایک تقریر ہے جو انہوں نے ڈبئی کی مسجد شیوخ میں یکم اکتوبر ۱۹۸۵ء کو بعد نماز عشاء کی اور جس کا مقصد مرتب کے نزدیک احمدیوں اور دوسرے کافروں کے درمیان فرق واضح کرنا ہے۔

ہر وہ شخص جو قرآنِ کریم اور سنّتِ نبویہ پر سرسری نظر بھی رکھتا ہے وہ اس کتابچہ کو پڑھنے کے بعد ہماری اس رائے سے اتفاق کرے گا کہ کتاب کی زبان انتہائی غلیظ اور استدلال (اگر وہ استدلال ہے) انتہائی بودہ ہے۔ یہ کتاب احمدیت اور اس کے مقدس بانی پر جھوٹے اور بے بنیاد الزامات کا پلندہ ہے اور اس کو پڑھ کر حضرت نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی درجِ ذیل حدیث مبارکہ اور اس میں مندرج پیشگوئی یاد آجاتی ہے اور ڈبئی کی مسجدمیں کی جانے والی یہ تقریر اس پیشگوئی کی صداقت کا ایک مظہر ہے۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔

يُوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقٰى مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اِسْمُهٗ وَلَا يَبْقٰى مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِيَ خَرَابٌ مِنَ الْهُدٰى، عُلَمَاءُهُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَاءِ مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَفِيْهِمْ تَعُوْدُ۔

(مشکوٰۃ المصابیح - کتاب العلم - الفصل الثالث)

یعنی لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا

قرآن کا صرف رسم الخط رہ جائے گا۔ ان کی مسجدیں بظاہر آباد ہوں گی مگر حقیقت میں نورِ ہدایت سے محروم ہوں گی۔ ان کے علماء اس آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ ہر فتنہ انہیں سے نکلے گا اور انہیں کی طرف لوٹ جائے گا۔

اسی فتنہ گری کے شاخسانہ کے طور پر "عُلَمَاءُ هُمْ" نے مامورِ زمانہ اور امامِ وقت کے خلاف ساری دنیا میں جھوٹ اور فساد کی جو مہم شروع کی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ احمدیوں کے خلاف اس شدید طرزِ عمل کے مقابل پر جب عامۃ المسلمین ان علماء کا رویّہ دیگر غیر مسلم مذاہب کے متعلق دیکھتے ہیں تو تعجّب میں مبتلا ہوتے ہیں کہ آخر کیوں علماء کا غیظ و غضب صرف احمدیوں پر ہی پڑ رہا ہے۔ جبکہ دنیا میں بیسیوں دوسرے مذاہب اور جماعتیں ہیں مثلاً عیسائی، یہودی، ہندو، بدھ وغیرہ جو نہ صرف یہ کہ ان علماء کے نزدیک غیر مسلم ہیں بلکہ ببانگِ دہل اپنے غیر مسلم ہونے کا اعلان بھی کرتے ہیں اور اس بات پر فخر کرتے ہیں۔ ان مذاہب میں سے عیسائیت کا تو یہ حال ہے کہ دندناتی ہوئی اسلامی ممالک میں تبلیغ کرتی ہوئی لاکھوں مسلمانوں کو عیسائی بناتی چلی جاتی ہے لیکن اس پر علماء کا غیظ و غضب نہیں بھڑکتا۔ مذکورہ تقریر جس پر یہ کتابچہ مشتمل ہے اس میں یہی سوال اُٹھایا گیا ہے اور اس کا جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے مگر مولوی صاحب کے جواب پر غور کرنے سے پہلے اس سوال کی ماہیت پر غور کرنا ضروری ہے۔

○

دنیا بھر کی انسانی آبادی ۵ ارب بتائی جاتی ہے جس میں مسلمانوں کی آبادی تقریباً ایک ارب ہے۔ غیر مسلم دنیا کا ایک بڑا طبقہ ایسا ہے جو اسلام اور عالم اسلام کو دنیا سے نیست و نابود کرنے کی فکر میں رہتا ہے۔ انگلینڈ سے شائع ہونے والے رسالہ "فوکس" کے مطابق عیسائی چرچ نے اگلے گیارہ سال میں دنیا کی آدھی آبادی کو عیسائی بنانے کا منصوبہ تیار کر لیا ہے اور اس کے لئے ہر قسم کے ذرائع استعمال کئے جا رہے ہیں (ہفت روزہ "لاہور" ۱۵ جولائی ۱۹۸۹ء صفحہ ۶)

حقیقت یہ ہے کہ عالمِ اسلام اس وقت خاص طور پر اسلام دشمنوں کی زد میں ہے۔ مگر علماءِ اسلام کی اس طرف کوئی توجہ نہیں۔

مسلمانوں کا اخلاقی انحطاط کتنا ہی سنگین ہوتا چلا جائے اسکی کوئی فکر نہیں۔ عالم اسلام کی علمی حالت کا جائزہ لیتے ہوئے ایک مؤقر جریدہ لکھتا ہے :۔

"اس وقت کرّہ ارض پر مسلمانوں کی تعداد قریبًا ایک ارب ہے ان میں سے تقریبًا ۶۰ کروڑ ان پڑھ اور بالکل ناخواندہ ہیں۔ بیشتر قرآن مجید ناظرہ بھی نہیں پڑھ سکتے۔ یہ علمائے کرام کے لئے سوچنے کا مقام ہے"۔

(ہفتہ وار "سائنس میگزین" ۱۶ر جون ۱۹۸۹ء ص)

مگر علماء کی سوچوں کا رُخ اور طرف ہے وہ تکفیر بازی اور باہمی قتل و غارت میں لذّت محسوس کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک عالم اسلام کو دجّالی طاقتوں سے نہیں، کلمہ گوؤں سے خطرہ ہے۔ اس لئے وہ عشّاقِ محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وسلم کا تعاقب کرتے اور ان کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ ان فدائیوں کو مٹانے کے لئے کوشاں ہیں جو ساری دُنیا میں دین اور اسکی سربلندی کے لئے تن، من، دھن کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔ پاکستان کے مشہور مؤرخ مولانا رئیس احمد جعفری فرماتے ہیں :۔

"مسلم قوم کی مرکزیّت، پاکستان یعنی ایک آزاد اسلامی حکومت کے قیام کی تائید، مسلمانوں کے یاس انگیز مستقبل پر تشویش عامۃ المسلمین کی اصلاح اور فلاح، نجاح دوام کی کامیابی، تفریق بین المسلمین کے خلاف برہمی اور غصّہ کا اظہار کون کر رہا ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور جماعت حزب اللہ کا داعی اور امام الہند؟ نہیں۔ پھر کیا جانشین شیخ الہند اور دیوبند کا شیخ الحدیث؟ وہ بھی نہیں۔ پھر کون؟ وہ لوگ جن کے خلاف کفر کے فتووں کا پشتارہ موجود ہے۔

جن کی نامسلمانی کا چرچا گھر گھر ہے جن کا ایمان، جن کا عقیدہ مشکوک، مشتبہ اور محلِ نظر ہے۔ کیا خوب کہا ہے ایک شاعر نے۔ ؎

کامل اس فرقۂ زہاد سے اُٹھا نہ کوئی
کچھ ہُوئے تو یہی رندانِ قدح خوار ہُوئے

(تاریخ مسلم لیگ یا حیات محمد علی جناح ص۰ از مولانا رئیس احمد جعفری)

آئیے دیکھیں کہ لدھیانوی صاحب نے اسلام کے ان خدّام اور جاں نثارانِ دین محمدؐ کے خلاف کیا الزامات لگائے ہیں:۔

احمدیوں کے خلاف مہم کا جواز

لدھیانوی صاحب نے احمدیوں اور دوسرے کافروں کے درمیان جو فرق بتایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ احمدیوں کو کافر قرار دینے کے باوجود یہ اپنے آپ کو کافر تسلیم نہیں کرتے اور اپنے آپ کو مسلمان کہلانے پر مصر ہیں۔ اگر یہی وجہ احمدیوں کے خلاف عالمی مہم چلانے کے لئے کافی ہے تو یاد رکھئے کہ اُمّتِ مسلمہ میں ۷۳ فرقے ہیں اور ان میں سے متعدد اہم فرقے ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں۔ مگر کوئی فرقہ بھی اپنے آپ کو کافر تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں اور اپنے اسلام کا برملا اعلان کرتا ہے۔ اگر احمدیوں کا بھی یہی قصور ہے تو ان سے الگ اور ادنیٰ سلوک کا کیا جواز ہے؟

○

عالمِ اسلام میں تکفیر کا فتنہ اتنی شدّت سے پھوٹا ہے کہ کوئی فرقہ اور گروہ اس سے محفوظ نہیں رہا۔ برّصغیر پاک و ہند کے مشہور مسلمان صحافی مولانا عبدالمجید سالک صاحب اس مسئلہ پر گہری نظر ڈالنے کے بعد جامع الشواہد ص۲ کے حوالہ سے فرماتے ہیں:۔

"عالمِ اسلام اور تاریخ اسلام کے اکابر اور ملّتِ اسلام کے تمام فرقے کسی نہ کسی گروہ علماء کے نزدیک کافر و مرتد اور خارج از اسلام ہیں شریعت و طریقت کی دنیا میں ایک مسلک اور ایک خانوادہ بھی تکفیر سے محفوظ نہیں"۔

(مسلمانوں کی تکفیر کا مسئلہ از مولانا عبدالمجید سالک ص۸ نقوش پریس لاہور۔ انجمن تحفظ پاکستان لاہور)

اس لمبی اور نہایت دردناک اور تکلیف دہ تاریخ کا من و عن اعادہ تو اس مختصر رسالہ میں ناممکن ہے۔ تاہم بطور نمونہ از خروارے حسب ذیل چند فتاویٰ پیش ہیں جن سے صورتحال کی سنگینی کا کسی حد تک اندازہ ہو جائے گا۔

بریلویوں کے خلاف دیوبندی فتویٰ

دیوبندی علماء کے نزدیک سب بریلوی مشرک اور کافر ہیں۔ مثلاً لکھا ہے کہ:۔

"جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہے سادات حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک و کافر ہے"۔

{ فتاویٰ رشیدیہ کامل مبوّب از رشید احمد گنگوہی ص۶۲
ناشر۔ محمد سعید اینڈ کمپنی۔ قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی }

شیعہ بھی کافر ہیں

نامور علمائے دیوبند کا شیعوں کے خلاف یہ متفقہ فتویٰ ہے کہ وہ:۔

"صرف مرتد اور کافر اور خارج از اسلام ہی نہیں بلکہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن بھی اس درجہ کے ہیں کہ دوسرے فرق کم نکلیں گے۔ مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے جمیع مراسم اسلامیہ ترک کرنا چاہیئے خصوصاً مناکحت"۔

{ علماءِ کرام کا متفقہ فتویٰ دربارہ ارتدادِ شیعہ اثنا عشریہ
ناشر: مولوی محمد عبدالشکور لکھنؤ مطبوعہ صفر ۱۳۴۸ھ }

اہلحدیث بھی کافر ہیں

ستّر علماءِ دیوبند نے اپنے دستخطوں کے ساتھ اہلحدیث کے کفر کا فتویٰ دیا ہے اور لکھا ہے کہ ان سے میل جول رکھنا، ان کو مساجد میں آنے دینا شرعاً ممنوع اور باعثِ خوف و فتنۂ دین ہے۔ (اشتہار مطبوعہ الیکٹرک ابوالعلائی پریس آگرہ)

جماعتِ اسلامی کے خلاف فتویٰ

دارالعلوم دیوبند کی طرف سے جماعتِ اسلامی کے متعلق یہ فتویٰ دیا گیا:۔

"یہ جماعت اپنے اسلاف (یعنی مرزائیوں) سے بھی مسلمانوں کے دین کے لئے زیادہ ضرر رساں ہے۔"

(استفتائے ضروری صفحہ ۳۷ ناشر محمد وحید اللہ خاں مطبوعہ مرتضیٰ پریس رام پور ۱۳۷۵ھ)

علمائے بریلی کا فتویٰ

علمائے بریلی نے تمام علمائے دیوبند کے متعلق نام بنام یہ فتویٰ دیا ہے کہ:۔

"یہ قطعاً کافر اور مرتد ہیں اور ان کا ارتداد کفر سخت اشد درجے تک پہنچ چکا ہے ایسا کہ جو ان مرتدوں اور کافروں کے ارتداد و کفر میں ذرا بھی شک کرے وہ بھی انہی جیسا کافر و مرتد ہے۔"

(دیوسٹر علمائے بریلی۔ بحوالہ روزنامہ آفاق ۱۸؍ نومبر ۱۹۵۲ء)

علمائے حرمین شریفین کا فتویٰ بابت دیوبندیہ وہابیہ و مثلہم

"یہ سب کے سب مرتد ہیں۔ باجماعِ امّت اسلام سے خارج ہیں۔ بے دینی و بدمذہبی کے خبیث سردار، ہر خبیث اور مفسد اور ہٹ دھرم سے بدتر، فاجر جو اپنی گمراہی کے سبب قریب ہے کہ سب کافروں سے کمینہ تر کافروں میں ہوں ..... عالموں، فقیروں اور نیکوں کی وضع بنتے ہیں اور باطن انکا خباثتوں سے بھرا ہُوا ہے۔"

{حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین ص۱۰۳ تا ص۱۰۶، مصنف مولانا احمد رضا خاں صاحب مطبوعہ مطبع اہل سنّت والجماعت واقع۔ بریلی}

علمائے اہلِ سنّت کا فتویٰ

"اس زمانہ میں اسلام کو جتنا نقصان صرف وہابیہ دیوبندیہ کے ایک گروہ نے پہنچایا ہے تمام باطل فرقے مجموعی طور پر بھی اتنا نقصان نہیں پہنچا سکے ..... اسلام سے علیحدہ ہو جانے کے بعد بھی یہ فرقہ اپنے آپ کو سُنّی حنفی کے نام سے ظاہر کر رہا ہے اور ناواقف سُنّی حنفی بھائی اسی وجہ سے دھوکا کھا جاتے ہیں اور اپنا ہم خیال سمجھ کر خلا ملا رکھنے کی وجہ سے ان کے دامِ فریب میں پھنس جاتے ہیں۔" (اشتہار محمد ابراہیم بھاگلپوری۔ مطبوعہ برقی پریس لکھنؤ)

اس ساری صورت حال کا، تجربہ کار اور ماہر قانون دان کی حیثیت سے تجزیہ کرتے ہوئے ۱۹۵۳ء میں فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی انکوائری رپورٹ میں فاضل جج مرحوم جسٹس منیر صاحب نے حسب ذیل فیصلہ دیا جو اس موضوع پر حرفِ آخر کا مقام رکھتا ہے وہ لکھتے ہیں :-

"اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ فلاں شخص یا جماعت دائرہ اسلام سے خارج ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ دعویٰ کرنے والے کے ذہن میں اس امر کا واضح تصور موجود ہو کہ "مسلم" کس کو کہتے ہیں۔ تحقیقات کے اس حصّے کا نتیجہ بالکل اطمینان بخش نہیں نکلا اور اگر ایسے سادہ معاملے کے متعلق بھی ہمارے علماء کے دماغوں میں اس قدر ژولیدگی موجود ہے تو آسانی سے تصوّر کیا جا سکتا ہے کہ زیادہ پیچیدہ معاملات کے متعلق ان کے اختلافات کا کیا حال ہو گا۔"

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت صت۲۳۱۔ ناشر۔ حق برادر ز انار کلی لاہور مطبوعہ انصاف پریس لاہور)

اس کے بعد فاضل ججوں نے دس مختلف فرقوں کے چوٹی کے علماء کی طرف سے کی جانے والی تعریفیں درج کر کے لکھا ہے :۔

"دین کے کوئی دو عالم بھی اس بنیادی امر پر متفق نہیں ہیں اگر ہم اپنی طرف سے "مسلم" کی کوئی تعریف کر دیں جیسے ہر عالمِ دین نے کی ہے اور وہ تعریف ان تعریفوں سے مختلف ہو جو دوسروں نے پیش کی ہیں تو ہم کو متفقہ طور پر دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا جائے گا۔ اور اگر ہم علماء میں سے کسی ایک کی تعریف کو اختیار کر لیں تو ہم اس عالم کے نزدیک تو مسلمان رہیں گے لیکن دوسرے علماء کی تعریف کی رُو سے کافر ہو جائیں گے۔" (ایضاً صت۲۳۵)

خطرناک قسم کا کفر

لدھیانوی صاحب نے کفر کی تین قسمیں بیان کی ہیں یعنی کافر، منافق اور زندیق۔ اور احمدیوں کو کفر کی سب سے خطرناک قسم کے حامل قرار دے کر زندیق قرار دیا ہے۔ صت۸

تو یہی بات دیگر فرقوں کے علماء نے دیوبندیوں کے متعلق کہی ہے جو خود جناب مولوی صاحب

کافرقہ ہے۔ قارئین کرام! مولوی صاحب نے زندیق کا لفظ استعمال کیا ہے۔ سوائے اس کے کہ اسے ہرزہ سرائی کہا جائے اور کیا قرار دیا جاسکتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے مولوی صاحب کے ذہن میں باقی فرقوں کے فتووں کے یہ الفاظ حاضر نہ تھے جب ہی یہ نیا شوشہ چھوڑنے کی کوشش کی ہے ورنہ زندیق کی اصطلاح تو بہت پہلے ان کے متعلق علمائے حرمین شریفین استعمال کر چکے ہیں۔ چنانچہ کتاب "حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین۔ مصنفہ مولوی احمد رضا خان بریلوی مطبوعہ مطبع اہل سنّت والجماعت بریلی۔ سن اشاعت ۱۳۲۶ھ بمطابق ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۳، تا ۷، پر دیکھیں۔ کیسا تفصیلی اور غیر مبہم فتویٰ درج ہے جس کے بعد آپ کو تو ایسی جسارت نہیں کرنی چاہیئے تھی

احمدیوں کے قتل کا فتویٰ

احمدیوں کو زندیق قرار دینے کے بعد لدھیانوی صاحب احمدیوں کے قتل کا فتویٰ جاری کرتے ہیں۔ ص ۹۰۔

تو یاد رکھیئے! یہ فتویٰ بھی کوئی نیا نہیں ہے۔ امّت کی سینکڑوں سال کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ یوسف لدھیانوی کے ہم مزاج ظاہر پرست علماء نے بارہا دوسرے فرقوں کو صرف مرتد ہی قرار نہیں دیا بلکہ واجب القتل بھی قرار دیا ہے۔ صرف فرقوں ہی کو نہیں بلکہ اسلام کے جیّد علماء کے خلاف اسی طرح قتل کے فتوے جاری کئے گئے اور ان کا خون مباح قرار دیا گیا۔

سب سے زیادہ دردناک واقعہ کربلا کا واقعہ ہے جس کا دُکھ قیامت تک مٹ نہیں سکتا۔ لدھیانوی مولوی صاحب کے ہمنوا قاضی شریح کا حضرت امام حسین کے خون کو مباح قرار دینا بتاتا ہے کہ لدھیانوی صاحب کے مزاج کے مفتی محض اِس دَور کی ہی پیداوار نہیں۔ یہاں ہم مثال کے طور پر چند ایسے بزرگانِ امّت کی مختصر فہرست درج کر رہے ہیں جن کے خلاف صرف کفر کا نہیں بلکہ زندیق کا بھی فتویٰ دے کر واجب القتل قرار دیا گیا۔

نمبر شمار	نام	سن وفات	حوالہ
١	حضرت امام ابوحنیفہؒ	١٥٠ھ	اباطیل وہابیہ ص١٦
٢	حضرت محمد الفقیہؒ	١٩٣ھ	معجم المؤلفین جلد ١ ص١٦٢
٣	حضرت ذوالنون مصریؒ	٢٤٥ھ	الیواقیت والجواہر جلد ١ ص١٤
٤	حضرت احمد راوندیؒ	٢٩٨ھ	معجم المؤلفین جلد ١ ص٢٠٠
٥	حضرت ابن حنّانؒ	٢٩٧ھ	ہفت روزہ خورشید سندیلہ ٢ر فروری ١٩٢٣ء
٦	حضرت منصور حلّاجؒ	٣٠٩ھ	قاموس المشاہیر جلد ٢ ص٢٣٣
٧	حضرت امام غزالیؒ	٥٠٥ھ	الغزالی ص٥٦
٨	حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی	٦٥٤ھ	الیواقیت والجواہر جلد ١ ص١٣٠

یہ سینکڑوں مظلوم علماء میں سے چند ایک کے نام ہیں جن کو زندیقیت کے نام پر ظلموں کا نشانہ بنایا گیا۔ ورنہ کفر کا الزام لگوا کر دکھ اٹھانے سے تو کوئی بزرگ بھی محفوظ نہیں رہا۔

کیا امّتی نبوّت بند ہے

لدھیانوی صاحب نے احمدیوں کو زندیق قرار دینے کی ایک وجہ یہ بیان کی ہے کہ احمدی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد امّتی نبوّت کو جاری مانتے ہیں۔

لدھیانوی صاحب یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اگر یہی زندیقیّت ہے تو یہ جرم ان اہل اللہ کا بھی ہے جو لدھیانوی صاحب کے نزدیک باعثِ عزّت و باعثِ احترام ہونے چاہئیں۔ حسبِ ذیل علماءِ امّت اسی صف میں کھڑے ہیں جو اس مسئلے پر ایسا ہی مؤقف رکھتے ہیں جو احمدیوں کا ہے۔

حضرت علامہ حکیم ترمذیؒ ۔ سید عبدالکریم جیلانیؒ علامہ ابن عربیؒ ۔ علامہ عبدالوہاب شعرانیؒ علامہ قمیؒ، حضرت عبدالقادر جیلانیؒ ۔ ملا علی قاریؒ ۔ علامہ تور پشتیؒ، علامہ عبدالرحمٰن جامیؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ وغیرہم ۔ لیکن مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب فرقہ دیوبند کے بانی ہیں خاص طور پر ان کا بزرگ اور جید عالم ہونا کسی دیوبندی کے نزدیک محل نظر نہیں ۔ ان کا عقیدہ من وعن پیش کیا جاتا ہے کہ :۔

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدیہ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔"

(تحذیر الناس صفحہ ۲۸ از مولانا محمد قاسم صاحب ۔ مطبع قاسمی دیوبند)

جناب لدھیانوی صاحب! زندیق کی جو تعریف آپ نے فرمائی ہے وہ ان پر کیوں صادق نہیں آتی ۔ ہمارے نزدیک تو نہ ان پر آتی ہے نہ جماعت احمدیہ پر لیکن آپ نے یہ حماقت کی ہے کہ جس شاخ پر بیٹھے ہوئے ہیں اسی کو کاٹنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں؟

لدھیانوی صاحب کہتے ہیں :۔

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، حضورؐ کے بعد کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی ۔ یہ مطلب نہیں کہ پہلے کا کوئی نبی زندہ نہیں ۔ اگر بالفرض پہلے سارے نبی آجائیں حضورؐ کے زمانے میں ۔ اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم بن جائیں، حضورؐ پھر بھی آخری نبی ہیں کیونکہ آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں دی گئی ۔ انبیاء کرام کے ناموں کی جو فہرست اللہ تعالیٰ کے علم میں تھی اس میں آخری نام نامی آپؐ کا تھا ۔ آپؐ کی تشریف آوری سے انبیاء کرام کی وہ فہرست مکمل ہو گئی ۔" صفحہ ۱

قارئین کرام! مولوی صاحب نے اپنی بچگانہ ٹیڑھی سوچ خُدا کی طرف منسوب کرنے میں بھی کوئی عار نہیں سمجھی۔ مولوی صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ کے بعد کسی کو نبوّت دیا جانا آپ کی عزّت واحترام کے خلاف ہے اور کسی پرانے نبی کا دوبارہ آکر نبوّت کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی عزّت واحترام کے مخالف نہیں۔

مولوی صاحب کا یہ تصوّر نہایت جاہلانہ اور قابلِ ردّ ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا اگر صرف ان معنوں میں ہے کہ آپ کے بعد منصب نبوّت کسی کو عطا نہیں کیا جائے گا۔ لیکن ضرورت نبوّت باقی رہے گی تو یہ کیسی عزّت افزائی ہوگی۔

دوسرے لفظوں میں اس کا مطلب یہ بنے گا کہ آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم وہ آخری شخص ہیں جن کو منصب نبوّت عطا کیا گیا لیکن چونکہ آپ کے بعد نبوّت کی ضرورت نے باقی رہنا تھا اس لئے آپ کی آخریت کو قائم رکھنے کی خاطر خدا تعالیٰ ایک قدیم نبی کو غیر معمولی لمبی زندگی عطا کرے گا تاکہ نیا نبی بنانے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے اور پرانے سے ہی نئی ضرورتیں پوری کرلی جائیں۔

اللہ تعالیٰ کی لازوال حکمتِ کاملہ کی طرف ایسی بے وزن بات منسوب کرنا لدھیانوی دماغ ہی کو زیب دیتا ہے۔ سوال صرف یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد نبوّت کی ضرورت ہے یا نہیں اگر کہا جائے کہ شرعی نبوّت کی ضرورت ہے تو احمدی ہوں یا غیر احمدی، سب بیک آواز یہی کہیں گے ہرگز ضرورت نہیں۔

وہ شریعت جو کامل ہوگئی اور غیر مبدّل ہے اور جس کی قیامت تک حفاظت کا وعدہ دیا گیا ہے اس کے ظہور کے بعد عقلاً و نقلاً و شرعاً کسی اور شریعت کی ضرورت نہیں رہتی۔

دوسرا سوال یہ اُٹھتا ہے کہ کیا غیر تشریعی نبوّت کی ضرورت باقی ہے یا نہیں؟۔

اس کا جواب صرف احمدی ہی نہیں، لدھیانوی صاحب اور ان کے ہمنوا تمام علماء بھی یہ جواب دینے پر مجبور ہیں کہ ہاں غیر تشریعی نبوّت کی ضرورت باقی ہے اور بگڑتے ہوئے مسلمانوں کی اصلاح کیلئے

اور تمام دنیا میں دین کے غلبہ کے لئے محض مولوی اور پیر، فقیر کام نہیں دے سکتے۔ لازم ہے کہ کوئی خدا کا نبی اس عظیم کارنامے کو سرانجام دینے کے لئے آئے۔ اس لئے اس حصہ پر بھی کوئی اختلاف نہیں۔

اب اختلافی مسئلہ صرف یہ رہ جائے گا کہ جو بھی آئے ایسے رنگ میں آئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کسی معنی میں بھی تخفیف کا موجب نہ ہو بلکہ عزت افزائی کا موجب بنے۔

اس مسئلہ کا حل مولوی یوسف لدھیانوی صاحب اور ان کے ہمنواؤں کے نزدیک یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کی اُمت میں سے کسی کو خواہ وہ کتنا ہی تابع نبی کیوں نہ ہو، آپ کے بعد منصب نبوت پر فائز نہ کیا جائے بلکہ آپ کی امت کی اور زمانے کی جائز ضرورتیں پوری کرنے کے لئے کسی پرانی امت کے نبی کو واپس بلا لیا جائے اور سارے کام اُسی سے چلا لئے جائیں۔

جماعت احمدیہ کے نزدیک یہ حل محض مضحکہ خیز ہے اور درحقیقت عزت افزائی کا موجب نہیں بلکہ برعکس نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ اس کی بجائے سیدھا سادا معقول حل یہ دکھائی دیتا ہے کہ قرآنِ کریم کی اس آیت کریمہ کے مطابق کہ

مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ
مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ۔

ترجمہ:۔ جو لوگ بھی اللہ اور اس رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین۔

(سورۃ النساء آیت ۷۰)

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اور آپ کے غلاموں میں ہی سے اس غلامِ کامل کو اُمتی نبوت کی خلعت عطا کی جائے جو خدا کے نزدیک احیائے دین کے لئے اپنی

صلاحیتوں کے اعتبار سے موزوں ترین ہو۔ اور ہرگز کسی غیر امّت کے نبی کا احسان نہ لیا جائے۔

اب دونوں مجوّزہ حل آپ کے سامنے ہیں۔ ہر صاحب عقل و فہم انسان بلا تردّد یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ کسی غیر اور بیرانے نبی کا اُمّتِ محمدیّہ کی ضرورت کو پُورا کرنے کی خاطر دوبارہ باہر سے دُنیا میں آنا منصب ختمِ نبوت کے کھلم کھلا منافی ہے اور ختمِ نبوّت کی مُہر توڑے بغیر وہ ہرگز اُمّتِ محمدیّہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ لیکن بات صرف یہیں ختم نہیں ہو جاتی۔ اس صورت میں تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اُمّت کے لئے اس کا آنا انتہائی ہتک آمیز ہوگا کہ اس امّت میں سے شیطانی حملوں سے بچاؤ کے لئے اور شیطانی تحریکات پر غلبہ پانے کے لئے عند الضرورت تو کوئی اس قابل نہ سمجھا گیا کہ خُدا تعالیٰ اسے امّتی نبی بنا کر امّت کے اندر ہی سے اُمّتِ محمدیّہ کی سب ضروریات پوری فرمادے۔ لہٰذا ضروری ہُوا کہ امّتِ موسوی کے ایک نبی کو واپس لا کر اس کی دینی ضروریات پوری کی جائیں۔ پس جب کسی نبی کے آنے کی ضرورت باقی رہی تو سوال کی شکل یہ بن جائے گی۔ کہ خدا تعالیٰ نے آخری نبی تو بھیج دیا لیکن فی الحقیقت ایک اور نبی کے آنے کی ضرورت ابھی باقی تھی۔

اس شکل میں جب یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے تو ہر صاحبِ فہم شخص یہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ عقیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی شان میں بھی گستاخی ہے اور خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی۔ اگر کسی قسم کی نبوّت کی ضرورت باقی تھی تو اس نبوّت کو وقت سے پہلے بند کرنا خدا تعالیٰ کی حکمتِ بالغہ کے خلاف ہے اور جس قسم کی ضرورت ہمیشہ کے لئے پوری ہو چکی، اُس قسم کی نبوّت کو جاری رکھنا بھی خدا تعالیٰ کی حکمتِ کاملہ کے خلاف ہے۔

پس جب یہ بات طے ہو گئی اور احمدیوں سمیت سب کا اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ فی الحقیقت نئی شریعت کی ضرورت باقی نہیں رہی تو اس کا لازمی اور طبعی اور عقلی نتیجہ یہ نکلے گا۔ کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس وجہ سے آخری تشریعی نبی قرار دینا کہ آپ کے بعد بنی نوع انسان کو کسی قسم کی اور شریعت کی ضرورت باقی نہیں رہے گی، نہایت معقول اور حکیمانہ فعل ہے اور اس کے

برعکس کوئی قول عقلاً قابلِ قبول نہیں جس کی شریعت کامل ہو اور محفوظ ہو اسکے بعد صاحب شریعت نبی آنے کا تصور ہی بالبداہت باطل ہے ۔ پس آخری ہونا ضرورت کے لحاظ سے طے ہوتا ہے نہ کہ اس بحث سے کہ پہلے کون پیدا ہؤا اور بعد میں کون ۔ یا پہلے کس کو نبوّت دی گئی یا بعد میں کس کو ۔ اگر کسی کو بعد میں نبوّت دی گئی اور اس کے باوجود پہلے کے دوبارہ آنے کی ضرورت باقی رہی تو لازمًا جو نبوّت کے لحاظ سے زمانے کی ضرورت پوری کریگا وہی زمانی لحاظ سے آخری نبی ہوگا ۔

جماعتِ احمدیّہ کے نزدیک تو محض زمانی لحاظ سے آخری ہونا ہرگز باعثِ فضیلت نہیں ہے بلکہ زمانی لحاظ سے آخری صاحب شریعت ہونا باعثِ فضیلت ہے کیونکہ اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آخری صاحبِ شریعت پر جو شریعت نازل ہوئی وہ سب سے افضل و اکمل اور دائمی تھی ۔ اسی وجہ سے اسکے بعد کسی اور شریعت کی ضرورت نہیں رہی ۔ پس آخری صاحب شریعت نبی ہونا تو ایک بہت بڑی فضیلت کی بات ہے اور اس کا دوسرا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایسے نبی کا سکّہ تاقیامت چلے گا اور کوئی نبی ایسا نہیں ہوسکتا جو اسکے حکم کو ٹال دے یا اس میں ترمیم کردے کیونکہ عقلاً یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ جس کا قانون ہمیشہ کے لئے ہو اسکی فرمانروائی بھی ہمیشہ کے لئے ہے ۔ پس اس پہلو سے آخری ہونا لازمًا باعثِ فضیلت ہے ۔ جماعتِ احمدیّہ کا یہی عقیدہ ہے لیکن لدھیانوی صاحب اور ان کے ہمنوا یہ سمجھتے ہیں کہ محض زمانی لحاظ سے آخری ہونا باعثِ فضیلت ہے ۔ حالانکہ اس لغو عقیدے کی رو سے فی الحقیقت زمانی طور پر عیسٰی علیہ السّلام ہی آخری نبی بنیں گے کیونکہ باوجود اسکے کہ آپؑ کو نبوّت پہلے عطا ہوئی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد ضرورت پیش آنے پر وہ آخری شخص جو دنیا میں نبوّت کرے گا وہ عیسٰی علیہ السلام ہوں گے ۔

صاحبِ فضیلت کون ہوگا

لدھیانوی صاحب کہتے ہیں :۔

"جس بچے کو ماں باپ کی آخری اولاد کہا جائے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے ماں باپ کے ہاں سب اولاد کے بعد پیدا ہوا۔ اسکے بعد کوئی بچہ اُن ماں باپ کے ہاں پیدا نہیں ہوا۔ آخری اولاد کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ سب اولاد کے بعد تک زندہ بھی رہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ پیدا بعد میں ہوتا ہے لیکن انتقال اس کا پہلے ہو جاتا ہے۔ اسکے باوجود آخری اولاد کہلاتا ہے۔ آپ نے یہ کہتے ہوئے سُنا ہوگا کہ میری آخری اولاد وہ بچہ تھا جو انتقال کر گیا" (صنا!)

لدھیانوی صاحب نے جو آخری اور پہلے کا موازنہ بعد میں پیدا ہونے والے بچے کی مثال دیکر کیا ہے اس کو کئی طرح سے بیان کیا جاسکتا ہے اس لئے محض مثال کے ایک پہلو کو لے کر کوئی حتمی دعویٰ کر بیٹھنا کوئی عقلمندوں کا کام نہیں۔ جہاں تک منصب کا تعلق ہے، اہل منصب میں سے آخری اسی کو قرار دیا جاتا ہے جو اپنے منصب کے ساتھ زندہ رہے اور یہ بحث نہیں کی جاتی کہ وہ کب پیدا ہوا تھا۔ اگر کہا جائے کہ سلطنتِ مغلیہ کا آخری بادشاہ بہادر شاہ تھا تو کوئی پاگل مؤرخ ہوگا جو اس کی تاریخ پیدائش کی جستجو میں اس کے آخری ہونے کا فیصلہ روک رکھے۔ یہی حال سب اہلِ منصب کا ہوتا ہے۔ آخری حکیم، آخری طبیب، آخری مفکّر، آخری مفسّر وغیرہم سب اپنی تاریخ وفات کے حساب سے آخری قرار پاتے ہیں نہ کہ تاریخ پیدائش کے اعتبار سے۔

ایک اور اہم غلطی لدھیانوی صاحب یہ کر رہے ہیں کہ محض آخری کی بحث کو چمٹے ہوئے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ موقع محل کیا ہے۔ ہم تو محض آخری ہونے کو ہرگز عزّت و شرف کا نشان شمار نہیں کرتے پس زیرِ نظر مثال کو محض اس نقطہ نگاہ سے نہیں دیکھنا ہوگا کہ کوئی بچہ پہلے پیدا ہوا یا بعد میں، پہلے مرا یا بعد میں بلکہ یہ دیکھنا ہوگا کہ اسکا پیدا ہونا اور مرنا کن معنوں میں اس کیلئے عزّت اور عظمت کا موجب ہے اور کن معنوں میں اسکے برعکس نتیجہ پیدا کرتا ہے اسلئے بجائے اسکے کہ مبہم مثالیں پیش کی جائیں براہِ راست حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰؑ کے متعلق اپنے اور ہمارے نظریئے کا موازنہ کرکے دیکھ لیجئے۔ وہ لوگ جو ذرا

سا بھی انصاف رکھتے ہوں گے صاف پہچان جائیں گے کہ جو نظریہ ہم پیش کرتے ہیں وہ بہت زیادہ عزت و تکریم اور توقیر کا حامل ہے ۔ بہ نسبت آپ کے طفلانہ نظریہ کے ۔

آپ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت پہلے پیدا ہوئے اور بہت پہلے منصب نبوت پر فائز کئے گئے اور بہت بعد میں فوت ہوں گے اور آخری نبی جسے منصبِ نبوت پر فائز اور فرائض نبوت انجام دیتے ہوئے دنیا دیکھے گی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام ہوں گے ۔ اگر پہلے اور آخر کے صرف زمانی معنے کئے جائیں جیسا کہ آپ کو اصرار ہے تو پھر بعینہٖ یہی شکل بنتی ہے اور اسے دنیا کا کوئی انسان تبدیل نہیں کر سکتا ۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں صریح گستاخی ہے کہ پہلے تو یہ خیال کیا جائے کہ محض زمانہ کے لحاظ سے آخری ہونا اور محض زمانہ کے لحاظ سے اوّل ہونا باعث فضیلت ہے ۔ اور پھر یہ عقیدہ بھی رکھا جائے کہ منصب کے اعتبار سے بھی اور پیدائش کے اعتبار سے بھی دیگر تمام انبیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو نعوذ باللہ دوہری فوقیت ہوگی ۔ پہلے آئے اور بعد میں مرے ۔ پہلے نبوّت عطا ہوئی اور سب سے بعد جس نے دُنیا میں نبوت کی وہ بھی وہی تھے ۔ یہی نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی امّت ، امّتِ محمدیّہ کے ہی نبی تھے ، عیسیٰ علیہ السلام کو عجب اعزاز ملا کہ وہ اُمّتِ موسوی کے بھی نبی تھے اور اُمّتِ محمدیّہ کے بھی نبی ہوں گے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہم تو یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ صرف ایک آپ ہیں جو تمام جہانوں کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے اور اس عالمگیریت میں کوئی آپ کا دوسرا شریک نہیں سوائے اس کے کہ بحیثیت غلام امّت کا ہر فرد آپ کی نمائندگی میں یہ عالمگیر پیغام تمام دنیا تک پہنچانے کے منصب پر فائز ہے ۔ لیکن آنجناب کا یہ راسخ عقیدہ ہے کہ عیسیٰؑ صرف اس معاملہ میں آپؐ کے شریک ہی نہیں بلکہ دوہرا مرتبہ رکھتے ہیں ۔ رسُولاً اِلیٰ بنی اسرائیل بھی آپ ہی ہیں اور رسُولاً الی المسلمین

والناس اجمعین بھی آپ ہی ہیں۔ پس آپ نے تو نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلا رہنے دیا نہ آخری کچھ خدا کا خوف کریں، عقل سے کام لیں۔ ایسے عقیدے پال کر خدا کو کیا منہ دکھائیں گے۔ جماعت احمدیہ چونکہ زمانہ کے لحاظ سے اولیت و آخریت کی کوئی اہمیت نہیں سمجھتی بلکہ اولیت اور آخریت کو بحیثیت مرتبہ اور فضیلت اہمیت دیتی ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کے عقیدہ پر کوئی عقلی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء تو کیا اگر کروڑوں انبیاء بھی زمانہ کے اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہوتے تو بھی آپ کی اولیت پر کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ مرتبہ اور فضیلت کے لحاظ سے خدا کے حضور آپ ہی اول تھے اور آپ ہی آخر رہیں گے۔ اسی طرح یہ تمام انبیاء زمانہ کے لحاظ سے آپ کے بعد بھی آتے تو چونکہ ضروری تھا کہ آپ کی غلامی کا دم بھرتے۔ اس لئے آپ کی خاتمیت پر کوئی اثر نہ پڑتا۔ اور آپ ہی خاتم رہتے۔ دیکھئے خود آپ کا بھی تو عقیدہ ہے کہ عیسیٰؑ دوبارہ بعد میں آنے کے باوجود اس وجہ سے خاتمیت کی مُہر توڑنے والے قرار نہیں پائیں گے کہ آپ کے اُمتی بن جائیں گے اور حلقہ غلامی میں داخل ہو جائیں گے۔ پس اس بحث سے ہر صاحب عقل و دانش پر یہ حقیقت خوب کھل جاتی ہے کہ اولیت و آخریت، مرتبہ اور مقام کے لحاظ سے قابلِ ستائش ہیں نہ کہ محض زمانی اعتبار سے۔

اگر جناب مولوی صاحب کے دماغ میں ابھی تک یہ بات داخل نہیں ہو سکی تو ایک اور مثال سے ان کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔

انسانوں میں سے کوئی ایک انسان بہرحال پہلا تھا۔ کیا جناب لدھیانوی صاحب کا یہی عقیدہ ہے کہ زمانہ کے لحاظ سے جو پہلا آدمی تھا وہ مرتبہ کے لحاظ سے سب انسانوں سے افضل تھا اسی طرح جب قیامت آئے گی تو کوئی انسان ضرور ایسا ہوگا یا چند انسان ضرور ایسے ہوں گے جو سب سے آخر پر اس دنیا میں دم توڑیں گے۔ لہٰذا بحیثیت انسان زمانی اعتبار سے وہ آخری انسان کہلائیں گے۔ کیا جناب لدھیانوی صاحب کے نزدیک ان کا آخری ہونا ان کو تمام بنی نوع انسان سے جو پہلے گذر چکے، اعلیٰ و افضل ثابت کر دے گا۔ ہرگز نہیں بلکہ صورتحال برعکس ہے۔ حضرت

اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں مطلع فرما چکے ہیں کہ قیامت اشرار الناس پر آئے گی۔

پس اس دنیا میں سب سے آخر پر جو انسان دم توڑیں گے وہ نہایت بدبخت اور شریر ہونگے۔

اب بتائیے جناب لدھیانوی صاحب کہ محض زمانی طور پر آخری ہونا کیا اب بھی آپکے نزدیک وجہ فضیلت ہے؟

علاوہ ازیں مرتبہ اور مقام کی بحث میں تو کبھی بھی نہ پیدائش دیکھی جاتی ہے اور نہ موت دیکھی جاتی ہے۔ مثلاً بنو امیہ کا آخری خلیفہ مروان ثانی بن محمد بن مروان تھا۔ کیا لدھیانوی صاحب یا کوئی اور انکا ہمنوا مولوی جو عربی دانی کا زعم رکھتا ہو اسے بنو امیہ کا خاتم الخلفاء قرار دے سکتا ہے۔ اسی طرح کیا بنو عباس کے آخری خلیفہ معتصم باللہ کو کوئی اہل علم بنو عباس کا خاتم الخلفاء قرار دے سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ لفظ خاتم مرتبے اور مقام اور فضیلت کے لحاظ سے اور بلندی کے لحاظ سے آخری مقام پر فائز ہونے کا تقاضا کرتا ہے۔ ورنہ آپ کے معنوں میں یہ لفظ استعمال کیا جائے تو قیامت اشرار الناس پر نہیں آنی چاہیئے بلکہ سارے بنی آدم میں سب سے بلند مرتبہ لوگوں پر آنی چاہیئے اور انہیں تو پھر انسانوں کا خاتم قرار دینا چاہیئے۔

مولوی صاحب ایک اور مثال دیکھیں۔ فضائل صحابہ کا جہاں ذکر ملتا ہے یا فضائل خلفاء کا، وہاں آپ لوگ یا تو یہ بحث اٹھاتے ہیں کہ پہلا کون تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ پہلے تھے یا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ یا جب مناقب کی بات کرتے ہیں تو آج تک یہ کبھی پڑھنے سننے میں نہیں آیا کہ اس لحاظ سے کسی صحابی کو افضل و برتر قرار دیا گیا ہو کہ وہ آخری صحابی تھا یا آخری خلیفہ تھا۔ پس عقل کے ناخن لیں اور ہوش کی آنکھیں کھولیں اور اپنے پیرو مرشد بانی دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب کی پُرحکمت دلیل کو بار بار پڑھنے اور سوچنے کی کوشش کریں کہ:۔

"عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تأخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن

رَسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔
ہاں اگر اس وصف کو اوصافِ مدح میں نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح قرار
نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تأخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ
اہلِ اسلام میں کسی کو یہ بات گوارا نہ ہو گی۔"

(تحذیر الناس ص۳ از مولانا محمد قاسم صاحب۔ مطبع قاسمی دیوبند)

مولوی صاحب! یہ بھی یاد رکھیں کہ نانوتوی صاحب نے لکھا ہے :۔

" اہلِ اسلام میں کسی کو یہ بات گوارا نہ ہو گی۔"

مولوی صاحب! اپنے پیر و مرشد کی بات مانیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی عزت و تکریم کا جو جماعتِ احمدیہ کا عقیدہ ہے اسی کو اپنا کر اپنی عاقبت سنواریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مُہرِ نبوت کی تاثیر

لدھیانوی صاحب کہتے ہیں :۔

" قادیانی کہتے ہیں کہ خاتم النبیّٖن کا یہ مطلب نہیں کہ آپ آخری نبی ہیں۔ نہ یہ کہ
آپ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ آئندہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کی مہر سے نبی بنا کریں گے۔" (ص۱۱)

پہلی بات تو یہ ہے کہ احمدیوں کا مؤقف لدھیانوی صاحب نے پیش کیا ہے اور اپنے مخصوص
انداز میں نہایت ناقص طریق میں پیش کیا ہے۔ اگر ان میں تقویٰ کی رگ ہوتی تو یہ بیان کرتے۔ کہ
احمدی خاتم النبیّٖن کا جو مطلب بیان کرتے ہیں وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کے
بعینہٖ مطابق بیان کرتے ہیں :۔

" قُوْلُوْا خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ " [1]

[1] :۔ درِ منثور جلد ۵ ص۲۰۴ از علامہ جلال الدین سیوطیؒ۔ الناشر۔ دار المعرفہ للطباعہ والنشر بیروت لبنان۔

کر دو گو یہ تو کہو کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم الانبیاء ہیں مگر یہ نہ کہنا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

گویا ان کے نزدیک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ مسلک بالکل درست ہے کہ خاتم النبیین کا یہ مطلب نہیں کہ بالکل کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آئے گا بلکہ خاتم النبیین اپنے شان اور مرتبہ کے لحاظ سے سب سے برتر مقام پر فائز نبی ہے اور زمانی لحاظ سے آخری ہونا کوئی فضیلت نہیں رکھتا۔

اگر لدھیانوی صاحب کی نظر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس بزرگ ارشاد پر نہیں تھی تو بآسانی احمدیوں کا مؤقف اپنے پیر و مرشد کی زبان سے ہی بیان فرما دیتے اور یہ لکھتے ۔ کہ احمدیوں کا مؤقف بعینہٖ وہی ہے جو حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کا ہے اور اس بات کی جسارت کرتے کہ اُن کا یہ قول کہ :۔

"عوام کے خیال میں تو رسُول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تأخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں وَلٰکِن رَسُولَ اللہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖن فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے ۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصافِ مدح میں نہ کہیئے اور اس مقام کو مقامِ مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تأخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے مگر مَیں جانتا ہوں کہ اہلِ اسلام میں کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی۔"

(تحذیر الناس صہ۳ مصنّف مولانا محمد قاسم صاحب ۔ مطبع قاسمی دیوبند)

درج کر کے جتنے چاہتے حملے کرتے۔ اگر اپنے استاد پر حملہ کرنے میں ان کی طبیعت میں حجاب ہے یا اپنے ہم مذہب دوسرے مولویوں سے ڈرتے ہیں تو پھر امام الہند، مجدّد صدی دوازدہم حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی کی زبان میں یہ لکھ دیتے کہ :۔

"خُتِمَ بِهِ النَّبِيُّوْنَ اَیْ لَا یُوْجَدُ بَعْدَہٗ مَنْ یَّاْمُرُہُ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ بِالتَّشْرِیْعِ عَلَی النَّاسِ"[1] (التفہیمات الالٰہیہ جلد۲ صفحہ ۸۵ طبعت فی المطبع الحیدری ۱۳۸۷ھ ۱۹۶۷ء)

تو بات سب پر واضح ہو جاتی ہے۔

سب نبیوں کے "خاتَم"

لدھیانوی صاحب نے بڑے طنزیہ انداز میں بیان کیا ہے کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کے پروانوں پر مُہر لگا کر نبی بناتے ہیں۔ پہلے نبوت اللہ تعالیٰ خود دیا کرتے تھے لیکن اب یہ محکمہ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مُہریں لگائیں اور نبی بنائیں (صفحہ ۱۲)

لدھیانوی صاحب یاد رکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ "یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ"۔

(المواھب اللدنیہ جلد اول صفحہ ۹۔ احمد بن محمد الخطیب القسطلانی۔ مطبع شرفیہ ۱۹۰۸ء)

یعنی اے جابر! خدا تعالیٰ نے سب اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نُور پیدا کیا

پس ہم یقین رکھتے ہیں کہ پہلے انبیاء کو بھی نبوت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ملی اور بعد میں بھی ہر نور آپ ہی کے در سے تقسیم ہو گا۔

جناب مولوی صاحب! آپ کو احمدیت پر حملہ کرنے کا ایسا جنون ہے، ایسی وحشت سر پر سوار ہے کہ یہ بھی نہیں سوچتے کہ اسی جنون میں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید گستاخی کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ آپ کو کس نے یہ سراسر جھوٹی خبر دی ہے کہ احمدیوں کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف بعد میں آنے والوں کے پروانوں کے خاتم تھے؟ احمدیوں کا غیر متزلزل اور محکم

---

[1] یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا یہ مطلب ہے کہ آپ کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں ہو گا جسے اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے شریعت دے کر مامور فرمائے یعنی شریعتِ جدیدہ لانے والا کوئی نبی نہ ہو گا۔

عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب اوّلین و آخرین کے خاتم تھے، ہیں اور رہیں گے۔

آج آپ کی تحریر سے ہمیں یہ علم ہو رہا ہے کہ آخرین کے خاتم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو ہی نہیں سکتے، اوّلین کے بھی نہیں تھے! اور کسی گذشتہ نبی پر بھی آپ کی مُہر نہیں تھی۔

آپ لفظِ "ختم" کو طنز و مزاح کا نشانہ بناتے ہوئے اس کے حقیقی مفہوم سے کُلّیۃً نابلد ہو چکے ہیں۔ یاد رکھیں قرآن کریم جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیتا ہے تو نبی نام کا کوئی ایک وجود بھی باقی نہیں رہتا کہ جس پر آپ کی خاتمیت کی مُہر نہ ہو۔ پس آپ کا یہ انتہائی باطل اور مفسدانہ عقیدہ کہ بعثتِ نبویؐ سے پہلے تمام انبیاء پر گویا خاتمیت کا کوئی اثر نہیں تھا۔ سراسر جہالت کی بات ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ "خاتم" کے معنے محض افضل ہونے ہی کے نہیں ہوتے بلکہ "مصدّق" کے بھی ہوتے ہیں اور مُہر سے یہ مراد نہیں کہ نعوذ باللہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ڈاکخانہ کی مُہر کی مانند تھے۔ جیسا کہ آپ کی طرح آج کل کے مولویوں کی یہی سوچ ہوتی ہے۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقوشِ نبوّت کو خاتم کے لقب سے نوازا گیا ہے جس کا معنیٰ یہ ہے کہ جس نبی میں نبوّتِ محمدیہ کے منافی کوئی نقوش پائے جائیں گے۔ اسے ہرگز محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق حاصل نہیں ہوگی خواہ وہ پہلے ہو یا بعد میں ہو۔ ہاں جس پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقوش کی چھاپ ہوگی، خواہ وہ مدہم ہو یا روشن اور قوی تر، حسبِ مراتب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تصدیق یافتہ کہلائے گا۔ انہیں معنوں کی رُو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا حدودِ زمانی سے بالا ہو جاتا ہے اور آپ سے پہلے گذرے ہوئے وہ انبیاء ہی انبیاء کہلاتے ہیں جن پر آپ کی مُہر ثبت ہو۔ انہیں معنوں میں یہ حدیث واقع ہے:۔

اِنِّی عَبْدُاللّٰہِ فِی اُمِّ الْکِتَابِ لَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِی طِیْنَتِہٖ ۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۱۲۸۔ المکتبۃ الاسلامیہ للطباعۃ والنشر بیروت)

ترجمہ:۔ یقیناً میں (اس وقت بھی) اللہ کا بندہ خاتم النبیین تھا جبکہ آدم کی مٹی گوندھی جا رہی تھی۔

مولوی صاحب! ہم ایک مرتبہ پھر آپ کی توجہ مبذول کرواتے ہیں کہ جب احمدیوں کا عقیدہ بیان کریں تو جب پہلے سے آپ کے بزرگوں نے وہی عقیدہ زیادہ دیانتداری سے بیان کر دیا ہو تو اپنے ناقص الفاظ میں پیش کرنے کی بجائے سیدھی طرز پر یہ پیش کیا کریں کہ احمدی عقیدہ بعینہٖ وہی ہے جو ہمارے فلاں فلاں بزرگ کا تھا۔ مثلاً زیر بحث عقیدہ کے متعلق آپ بلاخوفِ تردید یہ بات لکھ سکتے تھے کہ اس ضمن میں احمدی عقیدہ بالکل وہی بنتا ہے جو ہمارے بزرگ مولانا محمود الحسن صاحب اور علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب کے ترجمۃ القرآن کے حاشیہ پر درج ہے کہ:۔

"بدیں لحاظ کہہ سکتے ہیں کہ آپ رتبی اور زمانی ہر حیثیت سے خاتم النبیین ہیں اور جن کو نبوت ملی ہے آپ ہی کی مُہر لگ کر ملی ہے۔"

(زیر آیت خاتم النبیین، ناشر پاک قرآن پبلشرز لاہور صفحہ ۵۵)

علاوہ ازیں آپ اگر دیانتداری سے کام لیتے تو یہ بھی لکھ سکتے تھے کہ احمدی عقیدہ تو ہم نے مذکورہ بالا دو بزرگوں کے ترجمۂ قرآن کے حاشیہ سے بیان کر دیا ہے جبکہ ہمارے بعض بزرگ تو دو قدم ان سے بھی آگے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جو بھی استعداد والا شخص سامنے آگیا وہ خود ہی نبی بن گیا۔ چنانچہ دیکھئے۔ ہمارے بزرگ مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند فرماتے ہیں:۔

"حضورؐ کی شان محض نبوت ہی نہیں نکلتی، نبوت بخشی بھی نکلتی ہے کہ جو بھی نبوت کی استعداد پایا ہوا فرد آپ کے سامنے آگیا نبی ہوگیا۔"

{آفتاب نبوت صفحہ ۸۲ مصنف مولانا قاری محمد طیب صاحب ناشر ادارہ اسلامیات لاہور باہتمام اشرف برادرز۔ بار اول ۱۹۸۰ء۔ مطبوعہ: وفاق پریس لاہور}

مسیح موعود کی نبوّت

لدھیانوی صاحب خداتعالیٰ کے اختیارات میں دخل اندازی کرتے ہوئے کہتے ہیں :۔

"قادیانیوں کو یہ حق آخر کس نے دیا ہے کہ وہ غلام احمد قادیانی کو نبی اور رسول سمجھیں اور پھر اسلام کا دعویٰ بھی کریں"۔ (صلا)

مولوی صاحب! اگر یہ حق قادیانیوں کو دیا ہے تو خداتعالیٰ نے دیا ہے۔ کسی کو نبی ماننے یا نہ ماننے کا حق خداتعالیٰ دیا کرتا ہے۔ کوئی مولوی تو نہیں دیا کرتا۔ آپ تسلّی رکھیں کہ یہ حق آپ نے بہرحال نہیں دیا۔ جس خُدا نے تمام بنی نوع انسان کو یہ حق دیا ہے کہ اُس کے فرستادوں کو قبول کریں اسی خُدا نے احمدیوں کو یہ حق دیا ہے کہ مسیح موعود اور مہدیٔ دوراں کے دعاوی پر بطور اُمّتی نبی کے ایمان لائیں۔

مولوی صاحب! آپ اپنی فکر کیجئے اور بتائیے کہ کیا آپ یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ بعد وصالِ نبوی سینکڑوں سال کے بعد عیسیٰ علیہ السلام اپنے سابقہ جسم کے ساتھ جب دوبارہ اُمّت میں نازل ہوں گے تو آپ اُن پر بطور نبی اللہ ایمان لائیں گے اور اس کے باوجود اپنے آپ کو مسلمان کہنے پر مصر ہوں گے۔ یہ بات کرنے سے پہلے ذرا ان تحریروں پر بھی نظر ڈال لیتے تو شاید یہ سوال کرنے سے باز رہتے۔ دیکھیں حضرت محی الدّین ابن عربی کیا فرماتے ہیں کہ :۔

عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ یَنْزِلُ فِیْنَا حَکَمًا مِنْ غَیْرِ تَشْرِیْعٍ وَھُوَ نَبِیٌّ بِلَا شَکٍّ ۔ (فتوحاتِ مکیہ جلد اوّل صـ۵۴۵ طبع بمطبعۃ دارالکتب العربیۃ الکُبریٰ بمصر)

یعنی عیسیٰ علیہ السّلام ہم میں حَکَم ہونے کی صورت میں شریعت کے بغیر نازل ہوں گے اور بلاشک نبی ہوں گے۔

اور مشہور مفتی اور فاضل دیوبندی مولوی محمد شفیع صاحب کیا لکھتے ہیں کہ :۔

"جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوّت سے انکار کرے وہ کافر ہے۔ یہی حکم بعد نزول بھی باقی رہے گا۔ ان کے نبی اور رسول ہونے کا عقیدہ فرض ہوگا۔ اور جب وہ اس امت میں امام ہو کر تشریف لائیں گے اس بناء پر ان کا اتباعِ احکام بھی واجب ہوگا۔ الغرض حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول بھی رسول اور نبی ہوں گے۔ اور ان کی نبوّت کا اعتقاد جو قدیم سے جاری ہے اس وقت بھی جاری رہے گا۔"

(رجسٹر فتاویٰ الف ص۴۹)

اب آپ ہی کے الفاظ میں الٹ کر ہم آپ سے سوال کرتے ہیں کہ اگر بفرضِ محال عیسیٰ علیہ السلام آپ کی زندگی میں تشریف لے آئے اور آپ نے انہیں نبی اللہ تسلیم کر لیا تو آپ کو مسلمان کہلانے کا حق کون عطا کرے گا۔ جو ذات آپ کو یہ حق عطا کرے گی اسی نے ہمیں یہ حق عطا فرمایا ہے۔

ہم مختلف طریق پر ایک مضمون کو بار بار آپ کے سامنے کھولنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاکہ شاید کوئی بات آپ پر کھل جائے اور ممکن ہے ہر رستہ بند نہ ہو بلکہ کسی رستہ سے بات آپ کے دل میں اتر جائے۔ اب ایک اور طریق پر یہ بات پیش کرتے ہیں۔

یاد رکھیں کہ اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کے نزول کی خوشخبری حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی تو اس کا نبوّت کا دعویٰ اس کے سچے ہونے کی دلیل تو ہو سکتا ہے، جھوٹے ہونے کی نہیں۔ اور اس کا ہر قسم کی نبوّت سے انکار یقیناً اس کے جھوٹا ہونے کی دلیل ہوگا۔ کیونکہ اس صورت میں جب وہ یہ کہے گا کہ میں وہی مسیح موعود ہوں کہ جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں نازل ہونے کی خبر دی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد جو صحیح مسلم میں درج ہے اُسے نبی اللہ قرار دے رہا ہوگا اور ایک نہیں چار مرتبہ اس کے متعلق نبی اللہ کے الفاظ سے مخاطب ہوگا۔ اب بتائیے کہ ایسا شخص اگر یہ دعویٰ کرتا ہو کہ

مَیں ہوں تو وہی مگر نبی اللہ نہیں تو کیا یقیناً جھوٹا ثابت ہوگا کہ نہیں؟ کیونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی اسے نبی اللہ کہہ رہی ہوگی مگر وہ کہہ رہا ہوگا کہ مَیں ہوں تو پیشگوئی کا مصداق مگر نبی نہیں۔

پس جب احمدیوں نے حضرت مرزا غلام احمد کو مسیح موعود مانتے ہی نبی اللہ مان لیا تو اس کا حق انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا ہے بلکہ اس حق سے انحراف کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔

پس جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ حق عطا فرمائیں کہ آخرین میں ظاہر ہونے والے مسیح موعود کو نبی اللہ قرار دیں اُس سے مسلمان ہونے کا حق کون چھین سکتا ہے۔ آپ کی تو بہر حال یہ حیثیت نہیں۔ آپ کو چاہیئے کہ اپنی اوقات دیکھ کر بات کیا کریں۔

ہمیں ڈر ہے کہ آپ کو تو یہ بات سمجھ نہیں آئے گی مگر اُمّتِ محمّدیہ کے خدا ترس اور انصاف پسند لوگ نہ صرف یہ سمجھ چکے ہیں بلکہ انہوں نے اس کا اظہار بھی فرمادیا کہ دراصل اُن کے مسیح موعودؑ کے بارہ میں عقیدہ اور احمدیوں کے عقیدہ میں کوئی فرق نہیں۔ دیکھئے عہدِ حاضر کے مشہور متدین اور انصاف پسند عالم دین مولانا عبد الماجد دریا آبادی مرحوم نے کیا ستھری بات کی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں قولِ سدید کی بہترین جزا دے۔ فرماتے ہیں:۔

> "مرزا صاحب مرحوم اگر اپنے تئیں نبی کہتے ہیں تو اس معنٰی میں ہر مسلمان ایک آنے والے مسیح کا منتظر ہے اور ظاہر ہے کہ یہ عقیدہ ختمِ نبوّت کے منافی نہیں۔ پس اگر احمدیت وہی ہے جو خود حضرت مرزا صاحب مرحوم بانیٔ سلسلہ کی تحریروں سے ظاہر ہوتی ہے تو اُسے ارتداد سے تعبیر کرنا بڑی ہی زیادتی ہے۔"
>
> (الفضل ۲۱ مارچ ۱۹۲۵ء)

مولانا نیاز فتح پوری صاحب حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"سب سے بڑا الزام ان پر یہ عائد کیا جاتا ہے کہ وہ ختمِ نبوت کے قائل نہ تھے حالانکہ اس سے زیادہ لغو و لایعنی الزام کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ یقیناً ختمِ نبوت کے قائل تھے اور غالباً اسی تشعف و تشدّد کے ساتھ جو ایک سچے عاشقِ رسول میں پایا جانا چاہیئے۔"

{ ملاحظاتِ نیاز فتح پوری صفحہ ۱۱۳۔ بحوالہ نگار لکھنؤ مئی ۱۹۶۲ء
مرتبہ :۔ محمد اجمل شاہد۔ ناشر :۔ جماعتِ احمدیہ کراچی۔ }

پھر فرماتے ہیں :۔

"وہ اپنے آپ کو یقیناً ظلّی نبوی یا مہدی موعود سمجھتے تھے لیکن ان کا یہ کہنا عقیدہ "خاتم النبیین" کے منافی نہیں کیونکہ جس نبوت کو وہ آخری نبوت سمجھتے تھے اس کا انہوں نے کبھی دعویٰ نہیں کیا اور جس ظلّی ملکۂ نبوت کا حامل وہ اپنے آپ کو کہتے تھے وہ کوئی نئی چیز نہیں۔"

{ ملاحظاتِ نیاز فتح پوری صفحہ ۲۹۔ بحوالہ نگار لکھنؤ۔ نومبر ۱۹۵۹ء
مرتبہ :۔ محمد اجمل شاہد۔ ناشر :۔ جماعتِ احمدیہ۔ کراچی۔ }

دلوں کا حال جاننے والے مولوی صاحب!!

لدھیانوی صاحب نے ایک الزام احمدیوں پر یہ بھی لگایا ہے کہ انہوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمہ کو منسوخ کر کے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا کلمہ دنیا میں جاری کیا ہے۔

پھر یہ مذموم تأثر بھی دینے کی کوشش کی ہے کہ افرادِ جماعتِ احمدیہ جب کلمہ طیبہ پڑھتے یا لکھتے ہیں تو محمدؐ سے ان کی مراد حضرت مرزا غلام احمد ہوتے ہیں۔

لدھیانوی صاحب! آپ کو حضرت مرزا صاحب کے امتی نبی ہونے پر تو اعتراض ہے اور اپنی یہ

جسارت کر خدا بن رہے ہیں اور خوف نہیں کھاتے۔ عالم غیب ہونے کا دعویٰ تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی نہیں تھا۔ اور آپ کی یہ بے باکی کہ عالم الغیب بنے بیٹھے ہیں اور ہر احمدی کے دل کے حال پہ گواہ بن کر آپ کو اصرار ہے کہ احمدیوں سے بڑھ کر آپ ان کے دل کی باتوں کو بیان کرنے کے مجاز ہیں۔ اس کا اصل اور برحق جواب تو قرآن کریم کے الفاظ میں یہی ہے کہ

لعنت اللہ علی الکاذبین۔

اگر جھوٹے خدا کی لعنت کے سزاوار ہیں تو سب سے بڑھ کر ایسے جھوٹے لعنت کے سزاوار ہیں جو خدا کے شریک بھی بن بیٹھے ہوں۔

جناب لدھیانوی صاحب! آپ تو عام صحابہؓ کے مقابل پر بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ یاد رکھیئے کہ ایک موقع پر جب ایک بزرگ صحابی رسولؐ نے صرف ایک شخص کے متعلق ایسا دعویٰ کیا کسی جماعت کے متعلق نہیں بلکہ صرف ایک شخص کے متعلق کہ وہ اپنی زبان سے کچھ اور کہتا تھا لیکن دل میں کچھ اور تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اتنے شدید ناراض ہوئے کہ وہ عمر بھر اپنی اس لغزش پر پچھتاتا رہا اور پشیمان رہا۔ لیکن آپ ہیں کہ ایک فرد پر نہیں، دنیا بھر کے لکھوکھہا احمدیوں پر یہ تہمت لگانے کی جرأت کرتے ہیں کہ جب وہ زبان سے کلمۂ شہادۃ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیتے ہیں تو دل میں مرزا غلام احمد صاحب کا نام جپتے ہیں، تو آپ ایک ایسے جرم کے مرتکب ہو جاتے ہیں جو درحقیقت مذکور صحابیؓ کی لغزش کے مقابل پر لاکھوں گنا زیادہ مذموم اور مکروہ ارتکاب جرم ہے۔ اب ذرا غور سے حسب ذیل حدیث کا مطالعہ فرمائیے اور اس شفاف آئینہ کی مدد سے اپنے دل کی مکروہ حالت کی تصویر دیکھنے کی کوشش کریں۔ آپ کو دنیا بھر کے لاکھوں احمدیوں کے دلوں کی حالت پر علیم و خبیر ہونے کا دعویٰ تو ہے، کبھی اپنے گریبان اور اپنے دل میں بھی جھانک کر دیکھا ہے۔ اگر نہیں تو دیکھئے حدیث میں کیا لکھا ہے:۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں:۔

"بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ فَصَبَّحْنَا الْحُرُقَاتِ۔ مِنْ جُهَيْنَةَ فَأَدْرَكْتُ رَجُلًا۔ فَقَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَطَعَنْتُهُ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِنْ ذٰلِكَ۔ فَذَكَرْتُهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" أَقَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَقَتَلْتَهُ؟" قَالَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِنَ السِّلَاحِ۔ قَالَ" أَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ۔ حَتَّى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لَا" فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي أَسْلَمْتُ يَوْمَئِذٍ"

(مسلم کتاب الایمان۔ باب تحریم قتل الکافر بعد قولہ لا الٰہ اِلّا اللّٰہ)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک معرکہ کے لئے بھیجا۔ ہم صبح جہینہ میں الحرقات کی بستی میں پہنچے۔ میری ایک شخص سے وہاں مڈھ بھیڑ ہو گئی۔ جب مَیں نے اُس پر قابو پالیا تو اُس نے لا اِلٰہَ اِلّا اللّٰہ کا اقرار کر لیا۔ مگر مَیں نے اُس کو پھر بھی نیزے سے مار دیا۔ لیکن اس وجہ سے میرے دل میں ایک خلش سی رہ گئی جس کا مَیں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کیا اُس نے لا اِلٰہَ اِلّا اللّٰہ کہا اور تُو نے اُس کے باوجود اُسے قتل کر دیا؟ تو مَیں نے عرض کی یا رسول اللہؐ! اُس نے تو یہ محض ہتھیار کے خوف سے کہا تھا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تُو نے کیا اس کا دل چیر کر نہ دیکھ لیا کہ تجھے علم ہو گیا تھا کہ اُس نے دل سے کہا ہے یا نہیں۔

حضرت اسامہؓ فرماتے ہیں کہ اس بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے افسوس و رنج کے ساتھ اتنی مرتبہ دہرایا کہ مَیں یہ خواہش کرنے لگا کہ کاش مَیں اُس دن تک

مسلمان ہی نہ ہوُا ہوتا۔

مَیں بحیثیت ایک احمدی مسلمان کے احمدیوں میں پیدا ہوُا اور احمدیت میں ہی جوان ہو کر اس پختہ عمر کو پہنچا ہوں۔ عالم الغیب خدُا کی عزّت اور تکریم اور جبروت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج تک ایک مرتبہ بھی کلمۂ شہادت پڑھتے وقت جب مَیں نے حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلم کے رسُول ہونے کی گواہی دی تو دل میں کبھی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا نام نہیں آیا بلکہ زبان پر اور دل پر محمد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ہی نام تھا۔ مجھ پر دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی خدا کی لعنت پڑے اگر مَیں اس بیان میں جھوٹا ہوں۔ باقی احمدیوں کو چھوڑیئے۔ مولانا صرف مجھ پر ہی حلف اُٹھا کر بتائیے کہ خاکسار اے ایس موتیٰ مصنّف کتاب "کیا احمدی سچّے مسلمان نہیں"۔ جب کلمہ پڑھتا ہے تو آپ حلفاً اعلان کریں کہ مَیں یوسف لدھیانوی عالم الغیب والشہادۃ اعلان کرتا ہوں کہ اے ایس موتیٰ ہر بار کلمہ پڑھتے وقت محمد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بجائے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا نام جپتا ہے۔ اور اپنے حلف میں اگر مَیں جھوٹا ہوں تو ہزار بار مجھ پر خدُا کی لعنت پڑے۔

لیجیئے لدھیانوی صاحب اہم نے دو ٹوک فیصلہ کر دیا ہے آپ ایسا حلف اُٹھا کر دکھائیں۔ ہمارے دلائل تو نہیں ختم ہوں گے لیکن اب ہماری بحث آپ کے حلف کے بعد ختم ہو جائے گی۔ اور اس طرح جب خداتعالیٰ کی عدالت میں معاملہ چلے گا تو وہی نپٹے گا اور وہی باز پرس فرمائے گا۔

اگر ہمارے حلف کے جواب میں لدھیانوی صاحب یہ عذر پیش کریں کہ انہوں نے یہ بات حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی ایک تحریر سے پیش کی ہے تو اوّل تو دیکھنے والی بات یہ ہے کہ اس تحریر کا پس منظر کیا ہے۔ کن معنوں میں انہوں نے یہ لکھا ہے۔ اگر وہ یہ لکھ رہے ہوں کہ محمدؐ نام چونکہ سب انبیاء کا جامع ہے اسلئے محمد نام میں تمام انبیاء کی تصدیق شامل ہو جاتی ہے خواہ وہ پہلے ہوں یا بعد میں ہوں تو یہ ایک بالکل اور مضمون ہے جس پر ہر عارف باللہ مسلمان ایمان رکھتا

ہے۔ لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ محمدؐ نام پڑھتے ہوئے عیسیٰؑ، موسیٰؑ یا کسی اور نبی کا تصوّر باندھتا ہے۔ بالکل اسی طرح اگر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے اس مضمون کی تحریر لکھی ہے تو ہرگز یہ مطلب نہیں کہ جب وہ یہ مضمون پڑھتے تھے تو فوراً ان کے دل میں محمد رسُول اللہؐ کی بجائے کسی اور کا نام آتا تھا۔ یہ آپ جیسے سطحی مُلّاں کو ہی زیب دیتا ہے۔ جو عارفانہ نکتے سمجھے بغیر کسی کی تحریر پر بے باکانہ حملے شروع کر دے۔

یاد رکھیں۔ تادمِ تحریر احمدیت دُنیا کے ۱۲۴ ممالک میں مستحکم ہو چکی ہے اور دُنیا کے ۱۲۴ ممالک کے باشندگان آپ کے اس دعویٰ پر لعنت ڈالتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ تمام دُنیا میں پھیلے ہُوئے احمدیوں میں سے ایک بھی ایسی خبیثانہ حرکت نہیں کرتا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نام کی گواہی دیتے وقت یہ سوچتا ہو کہ نعوذ باللہ محمد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نہیں بلکہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مراد ہیں۔ پس وہ تحریر جو آپ پیش کرتے ہیں اوّل تو سراسر ظلم کی راہ سے اُس کے مفہوم کے خلاف پیش کرتے ہیں لیکن اس سے بڑھ کر یہ ظلم کہ ایک شخص کی تحریر پر ساری دنیا کے احمدیوں کے احتجاج کے باوجود اُس تحریر کے وہ معنے اُن سب کی طرف منسوب کر رہے ہیں جو معنے آپ کے خود ساختہ ہیں۔ پس یا تو یہ جہلِ مرکّب ہے یا کذبِ مرکّب۔ یا پھر دونوں کی معجونِ مرکّب ہوگی۔

اب سُنیئے! احمدیوں پر تو آپ کو حملہ کرنے کا حق نہیں تھا کیونکہ آپ عالم الغیب بہرحال نہیں۔ لیکن آپ تو عالم الشہادۃ بھی بالکل نہیں ورنہ آپ اپنے ایک نہایت عظیم بزرگ کی یہ شہادت ضرور پیشِ نظر رکھ لیتے کہ :-

"اشرف علی رسُول اللہ"

(رسالہ الامداد ۔ صفر ۱۳۳۶ھ صفحہ ۳۵-۳۴ ۔ از مولانا اشرف علی صاحب مطبع امداد المطابع تھانہ بھون)

اب بتائیے کہ یہاں تو کلمہ مخفی طور پر نہیں بلکہ کھلّم کھلّا تبدیل شدہ صورت میں دکھائی دے رہا ہے یہ آپ کی نظر سے کیوں اوجھل رہ گیا۔ کیوں آپ اس کے بعد دیوبندی مذہب سے توبہ کرتے ہُوئے بریلوی

مذہب اختیار نہیں کر لیتے ، جنہوں نے آپ ہی کے حملے کا طریق اختیار کرتے ہوئے اس ایک شخص کی غیر ذمہ دارانہ تحریر کے بدلے سارے دیوبندیوں کو مشرک قرار دے رکھا ہے اور کھلے بندوں یہ اعلان کرتے پھر رہے ہیں کہ دیکھو دیوبندیوں کا کلمہ مسلمانوں کے کلمہ سے بالکل مختلف ہے اور جب وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہیں تو مراد اشرف علی تھانوی صاحب ہوتے ہیں۔ اب بتائیے کہ آپ کو سوائے اس کے کہ بریلوی ہو جائیں مسلمان کہلانے کا کیا حق باقی رہ جاتا ہے۔

لدھیانوی صاحب نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی جس عبارت پر اپنے افتراء کی عمارت تعمیر کی ہے۔ وہ یہ ہے :-

"مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہیں جو اشاعتِ اسلام کے لئے دوبارہ دُنیا میں تشریف لائے۔ اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔" (کلمۃ الفصل ص ۱۵۸)

قارئین کرام۔ دراصل یہ تحریر ایک ایسے معترض کو پیشِ نظر رکھ کر لکھی گئی جو خود تسلیم کرتا تھا کہ احمدیوں کا کوئی الگ کلمہ نہیں ہے اور اس طرح چالاکی سے احمدی علم کلام پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ غرض یہ تھی کہ احمدیوں کو ملزم کرے کہ اگر تمہارا یعنی حضرت مرزا صاحب کا الگ کلمہ نہیں ہے تو وہ کسی معنوں میں نبی نہیں کہلا سکتے اور اگر کلمہ الگ ہے تو اُمّتِ محمدیّہ سے خارج ہو جاتے ہیں۔

چالاکی کے اس پھندے سے نکلنے کی کوشش سے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے یہ عبارت لکھی جس پر جناب لدھیانوی صاحب بپھر بپھر کر حملہ کر رہے ہیں۔ درحقیقت اسکا جواب جو مصنّف کتاب "کلمۃ الفصل" دینا چاہتے تھے اور وہی آج بھی ہر احمدی کا جواب ہے جو یہ ہے کہ یہ درست ہے کہ جماعتِ احمدیّہ کا کوئی الگ کلمہ نہیں اور مولوی صاحب جو یہ بات پیش کرتے ہیں کہ جماعت کا کوئی الگ کلمہ ہے یہ بالکل جھوٹ ہے۔

جماعتِ احمدیّہ کا وہی کلمہ ہے جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔ ہم حضرت

مرزا صاحب کو ہرگز محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر آزاد نبی کے طور پر تسلیم نہیں کرتے ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اور تابع کو اگر اُمتی نبی کے مقام پر سرفراز فرمایا جائے تو ہرگز نئے کلمہ کی ضرورت نہیں کیونکہ محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ ہی قیامت تک کے لئے حاوی ہے اور غیر متبدّل ہے۔

یہ بات معترض کو سمجھاتے ہُوئے مصنّف "کلمۃ الفصل" نے ایک یہ طرز بھی اختیار کی کہ اُسے بتائیں کہ اصل میں محمدؐ نام اور محمدؐ مقام اتنے عظیم ہیں کہ صرف گذشتہ زمانوں پر ہی حاوی نہیں آئندہ زمانوں پر بھی حاوی ہیں۔ پس جس طرح یہ کہنا درست ہوگا کہ جملہ انبیاء کے نام جیسے آدمؑ، نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسٰیؑ وغیرہ محمدؐ نام کے تابع اور اس کے کلمہ میں شامل ہیں اسی طرح یہ کہنا بھی درست ہے کہ بعد میں محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیضیاب ہو کر اگر کسی اُمتی کو مقام نبوت عطا ہو تو وہ بھی اسم محمدؐ کی جامعیت میں داخل ہوگا۔ یہ استدلال کوئی محض ذوقی نکتہ نہیں بلکہ ایک ٹھوس حقیقت پر مبنی ہے۔ جس پر ان ظاہری مولویوں کی نظر نہیں۔

اسم محمدؐ کی تصدیق میں اس لئے دوسرے انبیاء کی تصدیق شامل ہو جاتی ہے۔ خواہ وہ بعد میں ہوں یا پہلے ہوں، کہ قرآن کریم وہ کتاب ہے جس نے دیگر تمام انبیاء کی تصدیق بنائے ایمان میں داخل کر دی اور اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانیوالے ہر شخص پر لازم کر دیا کہ محض یہ ایمان کافی نہیں جبکہ تم خدا کے دیگر انبیاء میں کسی ایک کا انکار کرنیوالے ہو۔

پس یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم احسان ہے کہ آپ دوسرے انبیاء کے بھی مصدق بن گئے خواہ وہ دنیا میں کہیں بھی کسی بھی زمانہ میں پیدا ہوئے ہوں۔ یہ محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی شان ہی ہے جس کو بیان کرتے ہُوئے مصنّف کتاب "کلمۃ الفصل" نے معترض کو سمجھانے کی کوشش کی کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا مقام ہے کہ ان کے نام میں ہر نبی کی تصدیق شامل ہو گئی۔ تمہارے اور ہمارے درمیان فرق صرف یہ ہے کہ تم صرف

گذشتہ انبیاء کی تصدیق اس نام میں سمجھتے ہو، ہم اس کی پیشگوئی کے مطابق ظاہر ہونے والے امام مہدیؑ کو بھی جس کا درجہ ہم امّتی نبی کا درجہ سمجھتے ہیں، اسی تصدیق میں داخل سمجھتے ہیں۔

پس محمد صلّی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے کے لئے کسی اور کا کلمہ پڑھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہر کلمہ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے کلمہ میں داخل ہو چکا ہے۔ جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام و دیگر انبیاء کو نبی اللہ تسلیم کرنے والے پر یہ حاجت نہیں رہی کہ ابراہیم رسول اللہ، موسیٰ رسول اللہ، عیسیٰ رسول اللہ یا کسی اور نبی کا کلمہ پڑھے، اسی طرح احمدیوں کے لئے ہرگز ضروری نہیں کہ محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھنے کے بعد احمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھنا شروع کر دیں۔

یہ وہ نہایت عالمانہ اور عارفانہ نکتہ تھا جسے سمجھانے کی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مصنّف کتاب "کلمۃ الفصل" نے کوشش فرمائی لیکن افسوس کہ انہوں نے یہ خیال نہ کیا کہ ان کے مخاطبین میں بہت سارے غبی بھی شامل ہیں جو حُسنِ نیّت کے ساتھ محض بات سمجھنے والے نہیں بلکہ محض اعتراض برائے اعتراض کرتے ہیں اور حق جوئی سے اُن کی کوئی غرض نہیں۔ یہ لدھیانوی صاحب بھی اسی قبیل کے لوگوں میں صفِ اوّل میں ہیں۔

مولوی صاحب! جو بات ہم نے سمجھائی ہے اسے سمجھیں اور توبہ کریں کیونکہ یہ عقیدہ مبنی بر قرآن و حدیث ہے کہ محمد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سب نبیوں کے مصدق بنے اور یہی آیت خاتم النبیّین کے معانی میں سے اہم معنیٰ ہیں کہ محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم تمام انبیاء کے مصدق بن گئے۔ پس جس نے آپ کی تصدیق کی اُس نے گویا ہر نبی کی تصدیق کر دی۔ خواہ پہلا ہو یا بعد میں ہو۔

اس وضاحت کے بعد اگر پھر بھی یہ مولوی صاحب ازراہِ عناد ناواجب اور ناحق حملوں سے باز نہ آئے تو ہمیں ان سے کلام نہیں۔ ہماری ان پر حجّت تمام ہو چکی۔

پس اس صورت میں آخری صورت یہی بنے گی کہ احمدیوں کا یقیناً کوئی اور کلمہ نہیں جیسا کہ ہم یقین کرتے ہیں اور ہمارے مخالفین بھی یہی تسلیم کرتے ہیں۔ اسی لئے تو اعتراض پیدا ہوا ہے۔

احمدیوں کو اس لئے الگ کلمہ کی ضرورت نہیں کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمہ میں تمام انبیاء کی تصدیق داخل سمجھتے ہیں۔ لیکن لدھیانوی صاحب چونکہ اس عقیدہ کو ملحدانہ عقیدہ سمجھتے ہیں۔ شاید اسی لئے ان کے بزرگ اور مرشد نے اپنا الگ کلمہ بنالیا اور ان کے متبعین کو بھی یہ ضرورت پیش آئی کہ

"اشرف علی رسول اللہ" کے نعرے لگائیں۔

مصنف کتاب "کلمۃ الفصل" کی اس تحریر سے متعلق جسے انتہائی بھیانک کلمہ کفر کے طور پر مولوی صاحب پیش فرما رہے ہیں، ہم قارئین پر خوب اچھی طرح واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ لدھیانوی صاحب نے جو معنے اس تحریر کو پہنانے کی کوشش کی ہے سراسر ظلم اور افتراء ہے اور ویسا ہی ظلم و افتراء ہے جیسا کہ کوئی شخص ان بزرگانِ امت پر حملہ کرے جن کے عقائد ہم ذیل میں تحریر کریں گے اور انکی تحریرات اور فرمودات سے کفر و الحاد کے معنے اخذ کرے۔

قرآن کریم اور احادیث نبویہ کی روشنی میں امت میں ظاہر ہونے والے امام مہدی کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہؒ اپنی کتاب اَلْخَیْرُ الْکَثِیْر میں فرماتے ہیں :۔

حَقُّ لَہٗ اَنْ یَّنْعَکِسَ فِیْہِ اَنْوَارُ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَیَزْعَمُ الْعَامَۃُ اَنَّہٗ اِذَا نَزَلَ فِی الْاَرْضِ کَانَ وَاحِدًا مِّنَ الْاُمَّۃِ۔
کَلَّا بَلْ ھُوَ شَرْحٌ لِلْاِسْمِ الْجَامِعِ الْمُحَمَّدِیِّ وَنُسْخَۃٌ
مُّنْتَسَخَۃٌ مِّنْہُ فَشَتَّانَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اَحَدٍ مِّنَ الْاُمَّۃِ۔

(اَلْخَیْرُ الْکَثِیْر صفحہ ۷۲۔ مدینہ پریس بجنور مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہؒ)

یعنی آنیوالے موعود کا یہ حق ہے کہ اس میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار کا انعکاس ہو۔ عامۃ الناس یہ گمان کرتے ہیں کہ جب وہ موعود دنیا میں تشریف لائے گا تو اس کی حیثیت محض ایک امتی کی ہوگی۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اسم جامع

محمدی ہی کی پوری تشریح ہوگا اور اسی کا دوسرا نسخہ (TRUE COPY) ہوگا۔ پس
اس کے اور ایک عام اُمتی کے درمیان بہت بڑا فرق ہوگا۔
پھر شرح فصوص الحکم میں امام مہدی علیہ السلام کے بارہ میں لکھا ہے :۔

"اَلْمَهْدِیُّ الَّذِیْ یَجِیْئُ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ فَاِنَّهٗ یَکُوْنُ فِیْ اَحْکَامِ الشَّرِیْعَةِ
تَابِعًا لِمُحَمَّدٍ صلّی اللہ علیہ وسلّم وَفِی الْمَعَارِفِ وَالْعُلُوْمِ وَالْحَقِیْقَةِ
تَکُوْنُ جَمِیْعُ الْاَنْبِیَآءِ وَالْاَوْلِیَاءِ تَابِعِیْنَ لَهٗ کُلُّهُمْ وَلَا یُنَاقِضُ مَاذَکَرْنَاهُ
لِاَنَّ بَاطِنَهٗ بَاطِنُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔"

(شرح فصوص الحکم مطبع مصطفٰے البابی الحلبی صفحہ ۴۲-۴۳۔ از امام عبدالرزاق کاشانی)

یعنی آخری زمانہ میں جو امام مہدی آئیں گے وہ احکامِ شریعت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے تابع ہوں گے اور معارف وعلوم اور حقیقت میں تمام انبیاء اور اولیاء ان کے تابع ہوں گے۔
اور یہ بات ہمارے مذکورہ بیان کے خلاف نہیں ہے کیونکہ امام مہدی کا باطن حضرت محمد مصطفٰے
صلی اللہ علیہ وسلم کا باطن ہوگا۔

پھر گیارھویں صدی کے مشہور شیعہ مجتہد علّامہ باقر مجلسی اپنی کتاب "بحارُ الانوار" میں لکھتے
ہیں کہ حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا :۔

"یَقُوْلُ (المھدی) یا مَعْشَرَ الْخَلَائِقِ اَلَا وَمَنْ اَرَادَ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی
اِبْرَاهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ۔ فَهَا اَنَاذَا اِبْرَاهِیْمُ وَاِسْمٰعِیْلُ اَلَا وَمَنْ
اَرَادَ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی مُوْسٰی وَیُوْشَعَ فَهَا اَنَاذَا مُوْسٰی وَیُوْشَع۔ اَلَا
وَمَنْ اَرَادَ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی مُحَمَّدٍ وَاَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ (صلوات اللہ علیہ)
فَهَا اَنَاذَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہ علیہ وسلم وَاَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔"

(بحارُ الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۲۰۲)

یعنی جب امام مہدی آئے گا تو اعلان کرے گا کہ اے لوگو! اگر تم میں سے کوئی ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کو دیکھنا چاہتا ہے تو سُن لے کہ میں ہی ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ ہوں ، اور اگر تم میں سے کوئی موسٰی اور یوشع کو دیکھنا چاہتا ہے تو سُن لے کہ میں ہی موسٰی اور یوشع ہوں ۔ اور اگر تم میں سے کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین (علیؓ) کو دیکھنا چاہتا ہے تو سُن لے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین میں ہی ہوں ۔

لیکن اگر حضرت مرزا صاحب مدعی مہدویت ہوتے ہُوئے ان پیش خبریوں کی روشنی میں اپنا مقام بیان فرماتے ہیں تو لدھیانوی صاحب کے نزدیک یہ بات محلِّ اعتراض بن جاتی ہے ۔ کاش لدھیانوی صاحب اعتراض سے قبل حضرت امام باقر علیہ السلام کی اس رائے کا مطالعہ کر لیتے ۔

پھر عارف ربانی محبوب سُبحانی سیّد عبد الکریم جیلانیؒ فرماتے ہیں ۔:-

"اس (امام مہدی ..... ناقل) سے مراد وہ شخص ہے جو صاحبِ مقامِ محمدیؐ ہے اور ہر کمال کی بلندی میں کامل اعتدال رکھتا ہے ۔"

(انسانِ کامل (اُردو) باب ۶۱ مہدی علیہ السلام کا ذکر ص ۳۷۵ نفیس اکیڈمی کراچی)

پھر حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

"حضرت آدم سے لیکر خاتم الولایت امام مہدی تک حضور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بارز ہیں ۔ پہلی بار آپ نے حضرت آدم علیہ السلام میں بروز کیا ..... اس کے بعد دوسرے مشائخ عظام میں نوبت بنوبت بروز کیا اور کرتے رہیں گے حتیٰ کہ امام مہدی میں بروز فرمائیں گے ۔ پس حضرت آدم سے امام مہدی تک جتنے انبیاء اور اولیاء قطب مدار ہُوئے تمام رُوحِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مظاہر ہیں ۔"

(مقابیس المجالس ص ۴۱۹ (ارشادات خواجہ غلام فریدؒ) مرتبہ :- محمد رکن الدین ۔ ناشر ن اسلامک بُک فاؤنڈیشن ۱۹۷۹ء)

نئی شریعت بنانے کا جھوٹا الزام

لدھیانوی صاحب نے احمدیوں پر نئی الگ شریعت بنانے اور مسلمانوں کو کافر کہنے کا الزام بھی لگایا ہے۔

جبکہ یہ الزام بھی باقی الزاموں کی طرح کلیتہً بے بنیاد اور بے حیثیت ہے جسکا جماعتِ احمدیہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ دنیا کے ۱۳۴ ممالک میں احمدی پھیلے ہوئے ہیں کسی ایک جگہ بھی یہ الزام نہیں عائد ہو سکتا کہ ان کی شریعت الگ ہے۔ صرف پاکستان میں بدبخت مولوی زبردستی الگ بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ وہاں یہی تو جھگڑا ہے کہ مولوی دن رات اسی شر انگیزی میں مبتلا ہے کہ احمدی کہیں شریعتِ محمدیہ پر عمل نہ کرے اور ادہر احمدی انتہائی صبر و استقلال کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے کامل وابستگی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اور اسی وجہ سے سینکڑوں احمدیوں کو جیلوں میں ڈالا گیا، زدوکوب کیا گیا، ملازمتوں سے علیحدہ کیا گیا، سکولوں، کالجوں سے نکالا گیا، ان پر قاتلانہ حملے کئے گئے اور قتل کئے گئے۔ اس کی یہی تو وجہ ہے کہ مولوی کو دُکھ ہے کہ یہ شریعتِ محمدیہ پر عمل کیوں کرتے ہیں۔ اگر احمدیوں کی شریعت الگ ہے تو پاکستان میں قانون بنانے کی ضرورت کیا تھی۔ کہ احمدی شریعتِ محمدیہ پر عمل نہ کریں۔

اب مولوی کے اس اعتراض کا مقصد صرف فساد ہے۔ اسکے علاوہ کوئی وجہ نہیں۔ یہ مولوی خود جانتا ہے کہ احمدی کسی اور شریعت پر عمل نہیں کر سکتا۔ آج کا ملّاں تو اپنی عاقبت برباد کر چکا ہے، ہم عامۃ الناس سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس کی خلافِ اسلام باتوں کے پیچھے چل کر اپنی عاقبت نہ خراب کریں۔ حضرت مرزا صاحب نے جو عقیدہ جماعتِ احمدیہ کا بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے۔ اسے پڑھکر ملّاں کے ظالمانہ الزام کی قلعی خود بخود کھل جاتی ہے۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:-

(۱) "ہم تو کہتے ہیں کہ کافر ہے وہ شخص جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے ذرہ بھر

اِدھر اُدھر ہوتا ہے۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اتباع سے روگردانی کرنے والا ہی ہمارے نزدیک جب کافر ہے تو پھر اس شخص کا کیا حال ہے جو نئی شریعت لانے کا دعویٰ کرے یا قرآن اور سنّتِ رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم میں تغیّر و تبدل کرے یا کسی حکم کو منسوخ جانے۔ ہمارے نزدیک تو مومن وہی ہے جو قرآن کریم کی سچی پیروی کرے اور قرآن شریف ہی کو خاتم الکتب یقین کرے۔ اس شریعت کو جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم دنیا میں لائے تھے اس کو ہمیشہ تک رہنے والا مانے اور اس میں ایک ذرّہ بھر اور ایک شعشہ بھی نہ بدلے اور اس کی اتباع میں فنا ہو کر اپنا آپ کھودے اور اپنے وجود کا ہر ذرّہ اسی راہ میں لگائے۔ عملاً اور علماً اس شریعت کی مخالفت نہ کرے تب پکّا مسلمان ہوتا ہے"۔

(الحکم ۶ مئی ۱۹۰۸ء صفحہ ۵)

(۲) "مَیں تمام مسلمانوں کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ مجھے کسی ایک حکم میں بھی دوسرے مسلمانوں سے علیحدگی نہیں جس طرح سارے اہلِ اسلام احکامِ بیّنہ قرآن کریم و احادیث صحیحہ و قیاساتِ مسلّمہ مجتہدین کو واجب العمل جانتے ہیں۔ اسی طرح مَیں بھی جانتا ہوں"۔

(الحق لدھیانہ صفحہ ۹ روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۹)

(۳) "جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں۔ باقی سب اسی کے ظِلّ تھے۔ سو تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو"۔ (کشتی نوح صفحہ ۲۴)

(۴) "تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذّب

قیامت کے دن قرآن ہے۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں
جو بلا واسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو
قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔"

(کشتی نوح ص۲۴ روحانی خزائن جلد ۱۹ ص۲۶)

(۵) "مجھے اللہ جل شانہ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
میرا عقیدہ ہے۔ اور لٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے۔ میں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں
جس قدر خداتعالیٰ کے پاک نام ہیں اور جس قدر قرآن کریم کے حرف ہیں اور جس قدر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خداتعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں۔ کوئی عقیدہ میرا اللہ اور
رسول کے فرمودہ کے برخلاف نہیں۔ اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے خود اس کی غلط فہمی
ہے۔ اور جو شخص مجھے اب بھی کافر سمجھتا ہے اور تکفیر سے باز نہیں آتا وہ یقیناً یاد رکھے کہ
مرنے کے بعد اس کو پوچھا جائے گا۔ میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا خدا
اور رسول پر وہ یقین ہے کہ اگر اس زمانہ کے تمام ایمانوں کو ترازو کے ایک پلڑے میں
رکھا جائے اور میرا ایمان دوسرے پلڑے میں تو بفضلہ تعالیٰ یہی پلڑہ بھاری ہوگا۔"

(کرامات الصادقین ص۲۵۔ روحانی خزائن جلد ۷ ص۶۷)

جہانتک اور مسلمانوں کو کافر قرار دینے کا تعلق ہے اس بارہ میں بھی مولوی یوسف لدھیانوی
صاحب یہاں واضح بددیانتی سے کام لے رہے ہیں اور یہ تأثر دے رہے ہیں کہ وہ تو سب فرقوں کو
مسلمان سمجھتے ہیں لیکن احمدی غیرمسلم سمجھتے ہیں۔ ذیل میں چند حوالے پیش کئے جاتے ہیں جن سے
آپ کو اندازہ ہوگا کہ جماعت احمدیہ پر جن تحریروں کی وجہ سے یہ اعتراض کر رہے ہیں ان سے بیسیوں
گنا زیادہ سخت اور متشددانہ طور پر دوسروں نے کافر قرار دیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ تلوار جو مولوی صاحب

نے اُٹھائی ہے سب سے پہلے ان پر چلنی چاہیئے جو سب سے زیادہ متشدد ہوں۔

دوسری بات یہ مدّنظر رہے کہ دوسرے فرقوں کے سربراہوں کے جو حوالے دیئے گئے ہیں، انہوں نے تو گنجائش ہی نہیں چھوڑی اور دوسرے فرقوں کے مسلمانوں کو کافر اور مشرک تو کجا۔ جانوروں سے بدتر قرار دینے میں بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی اور اس وقت تک تسلی نہیں ہوئی جب تک انہیں حرامی نہیں قرار دے لیا۔

چنانچہ بریلویوں کو دیکھیں ان کے متعلق دیوبندی علماء ہمیں یہ شرعی حکم سُناتے ہیں کہ:۔

"جو شخص اللہ جل شانہ کے سوا علم غیب کسی دُوسرے کو ثابت کرے اور اللہ تعالیٰ کے برابر کسی دوسرے کا علم جانے وہ بے شک کافر ہے۔ اسکی امامت اور اس سے میل جول محبت و مودّت سب حرام ہیں"۔

مُہر

{ فتاویٰ رشیدیہ کامل مبوّب از مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ص۶۲
ناشر:۔ محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب قرآن محل بالمقابل مولوی مسافر خانہ کراچی (۱۸۸۲ء) }

اور انہیں کے بارہ میں مشہور دیوبندی عالم جناب مولوی سیّد حسین احمد صاحب مدنی سابق صدر مدرس دارالعلوم دیوبند ہمیں یہ خبر دے رہے ہیں کہ:۔

"رسول مقبول علیہ السّلام دجّال بریلوی اور ان کے اتباع کو سحقاً سحقاً فرما کر حوض مورود و شفاعت محمود سے کتوں سے بدتر کر کے دھتکار دیں گے۔ اور اُمّتِ مرحومہ کے اجر و ثواب و منازل و نعیم سے محروم کئے جائیں گے"۔

{ رجوم المذنبین علی رؤس الشیاطین المشہور بہ الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب ص۱۱۱
مؤلفہ مولوی سیّد حسین احمد صاحب مدنی۔ ناشر کتب خانہ اعزازیہ دیوبند ضلع سہارنپور۔ }

پرویزیوں کے متعلق ولی حسن ٹونکی صاحب اور محمد یوسف بنوری صاحب متفقہ طور پر یہ فتویٰ صادر فرماتے ہیں کہ:۔

"غلام احمد پرویز شریعت محمدیہ کی رُو سے کافر ہے اور دائرۂ اسلام سے خارج۔ نہ اس شخص کے عقدِ نکاح میں کوئی مسلمان عورت رہ سکتی ہے اور نہ کسی مسلمان عورت کا نکاح اس سے ہو سکتا ہے۔ نہ اس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی۔ نہ مسلمانوں کے قبرستان میں اس کا دفن کرنا جائز ہوگا۔ اور یہ حکم صرف پرویز ہی کا نہیں بلکہ ہر کافر کا ہے۔ اور ہر وہ شخص جو اس کے متبعین میں ان عقائدِ کفریہ کے ہمنوا ہو اس کا بھی یہی حکم ہے اور جب یہ مرتد ٹھہرا تو پھر اس کے ساتھ کسی قسم کے بھی اسلامی تعلقات رکھنا شرعاً جائز نہیں ہیں"۔

{ ولی حسن ٹونکی غفراللہ مفتی و مدرس مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیو ٹاؤن کراچی
{ محمد یوسف بنوری شیخ الحدیث مدرسہ عربیہ اسلامیہ ٹاؤن ۔ کراچی

شیعوں کے متعلق علماء عامۃ المسلمین کو ان لرزہ خیز الفاظ میں تنبیہ کرتے ہیں:۔

"بالجملہ ان رافضیوں تبرّائیوں کے باب میں حکم یقینی قطعی اجماعی یہ ہے کہ وہ علی العموم کفّار مرتدین ہیں ان کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار ہے۔ ان کے ساتھ مناکحت نہ صرف حرام بلکہ خالص زنا ہے۔ معاذ اللہ مرد رافضی اور عورت مسلمان ہو تو یہ سخت قہرِ الٰہی ہے۔ اگر مرد سُنّی اور عورت ان خبیثوں کی ہو جب بھی نکاح ہرگز نہ ہوگا محض زنا ہوگا۔ اولاد ولد الزّنا ہوگی۔ باپ کا ترکہ نہ پائے گی اگرچہ اولاد بھی سُنّی ہی ہو۔ کہ شرعاً ولد الزّنا کا باپ کوئی نہیں۔ عورت نہ ترکہ کی مستحق ہوگی نہ مہر کی کہ زانیہ کے لئے مہر نہیں۔ رافضی اپنے کسی قریب حتّٰی کہ باپ بیٹے ماں بیٹی کا بھی ترکہ نہیں پا سکتا۔ سُنّی تو سُنّی کسی مسلمان بلکہ کسی کافر کے بھی۔ یہاں تک کہ خود اپنے ہم مذہب رافضی کے ترکہ میں اس کا اصلاً کچھ حق نہیں۔ ان کے مرد عورت، عالم، جاہل کسی سے میل جول، سلام کلام سخت کبیرہ اشد حرام۔ جو ان کے ملعون عقیدوں پر آگاہ ہو کر بھی انہیں مسلمان جانے

یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے باجماع تمام ائمۂ دین خود کافر بے دین ہے۔ اور اس کے لئے بھی یہی سب احکام ہیں جو ان کے لئے مذکور ہوئے۔ مسلمان پر فرض ہے کہ اس فتویٰ کو بگوشِ ہوش سنیں۔ اور اس پر عمل کرکے سچے پکے سُنّی بنیں۔"

{فتویٰ مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں۔ بحوالہ رسالہ ردّ الرفضہ ص۲۳ شائع کردہ:۔ نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور پاکستان مطبوعہ۔ گلزار عالم پریس بیرون بھاٹی گیٹ لاہور۔ ۱۳۲۰ھ۔}

"آج کل کے روافض تو عموماً ضروریاتِ دین کے منکر اور قطعاً مرتد ہیں۔ ان کے مرد یا عورت کا کسی سے نکاح ہو سکتا ہی نہیں۔ ایسے ہی وہابی، قادیانی، دیوبندی، نیچری، چکڑالوی، جملہ مرتدین ہیں کہ ان کے مرد یا عورت کا تمام جہان میں جس سے نکاح ہوگا مسلم ہو یا کافر اصلی یا مرتد، انسان ہو یا حیوان محض باطل اور زنا خالص ہوگا۔ اور اولاد ولد الزنا۔"

(الملفوظ حصہ دوم ص۹۷-۹۸۔ مرتبہ مفتی اعظم ہند)

اور اب دیوبندیوں کے متعلق علمائے عرب و عجم کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتے ہیں:۔

"وہابیہ دیوبندیہ اپنی عبارتوں میں تمام اولیاء، انبیاء حتّٰی کہ حضرت سید الاوّلین و آخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی اور خاص ذات باری تعالیٰ شانہٗ کی اہانت و ہتک کرنے کی وجہ سے قطعاً مرتد و کافر ہیں اور ان کا ارتداد و کفر سخت سخت اشد درجہ تک پہنچ چکا ہے ایسا کہ جو ان مرتدوں اور کافروں کے ارتداد کفر میں ذرا بھی شک کرے وہ بھی انہیں جیسا مرتد اور کافر ہے اور جو اس شک کرنے والے کے کفر میں شک کرے وہ بھی مرتد و کافر ہے۔ مسلمانو

کو چاہیئے کہ ان سے بالکل ہی محترز و مجتنب رہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا تو ذکر ہی کیا اپنے پیچھے بھی ان کو نماز نہ پڑھنے دیں۔ اور نہ اپنی مسجدوں میں گھسنے دیں نہ ان کا ذبیحہ کھائیں اور نہ ان کی شادی غمی میں شریک ہوں نہ اپنے ہاں ان کو آنے دیں۔ یہ بیمار ہوں تو عیادت کو نہ جائیں۔ مریں تو گاڑنے توپنے میں شرکت نہ کریں مسلمانوں کے قبرستان میں جگہ نہ دیں۔ غرض ان سے بالکل احتیاط و اجتناب رکھیں۔

یہ ہے حضرات علمائے اہلِ سُنّت کے فتووں کا خلاصہ اور یہ فتویٰ دینے والے صرف ہندوستان ہی کے علماء نہیں ہیں بلکہ جب وہابیہ دیوبندیہ کی عبارتیں ترجمہ کر کے بھیجی گئیں تو افغانستان و خیوا و بخارا و ایران و مصر و روم و شام اور مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ وغیرہ تمام دیارِ عرب و کوفہ و بغداد شریف۔ غرض تمام جہان کے علمائے اہلِ سُنّت نے بالاتفاق یہی فتویٰ دیا ہے۔ کہ ان عبارتوں سے اولیاء انبیاء اور خود خدائے تعالیٰ شانہٗ کی سخت سخت اشد اہانت و توہین ہوئی۔ پس وہابیہ دیوبندیہ سخت سخت اشد مرتد و کافر ہیں ایسے کہ جو ان کو کافر نہ کہے خود کافر ہو جائے گا اس کی عورت اس کے عقد سے باہر ہو جائے گی اور جو اولاد ہوگی وہ حرامی ہوگی اور از روئے شریعت ترکہ نہ پائے گی"۔

(المعلن خاکسار محمد ابراہیم بھاگلپوری۔ باہتمام شیخ شرکتے حسین مطبوعہ برقی پریس۔ اشتیاق منزل ۶۳ ہیوٹ روڈ۔ لکھنؤ۔)

تفصیل کے لئے دیکھئے:۔

(۱) تقدیس الوکیل (۲) السیف المسلول (۳) عقائد وہابیہ دیوبندیہ (۴) تاریخ دیوبندیہ۔
(۵) حسام الحرمین (۶) فتاویٰ الحرمین (۷) صوارم الہندیہ علیٰ مکر شیاطین الدیوبندیہ وغیرہ وغیرہ

یہ محض نمونہ کے طور پر بڑے اختصار کے ساتھ بہت سے طویل فتاویٰ میں سے چند اقتباسات پیش ہیں جن سے ہر قاری نے تکفیر کے فتووں میں علماء کے متشددانہ رویّہ کا قدرے اندازہ کر لیا ہوگا۔ مگر جماعتِ احمدیّہ کا ایسا متشدّدانہ مؤقف نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں ہمارا بعینہٖ وہی مؤقف ہے جو اُن سب علماء کا امام مہدی کے منکرین کے متعلق ہے۔

ہم یقین رکھتے ہیں کہ امام مہدی وعدوں کے مطابق مبعوث ہُوئے ہیں اس لئے ان کے انکار سے کفر لازم آتا ہے اور بعینہٖ یہی عقیدہ ان علماء کا ہے۔ اور یوسف لدھیانوی صاحب کا خصوصیت سے ہے۔ ان کے نزدیک امام مہدی جب بھی تشریف لائے گا تو ان کا منکر کافر کہلائیگا۔ فرق صرف یہ ہے کہ ہم اس منطقی نتیجہ کو تسلیم کرنے کے باوجود اس کو غیر مسلم قرار نہیں دیتے۔ یہ مولوی ہمارے اُوپر سراسر جھوٹ باندھتے ہیں۔ آپ ہمیشہ ہمارے محاورے میں "غیر احمدی مسلمان" اور "دوسرے مسلمان" کی اصطلاحیں پڑھیں گے اور جب بھی جماعتِ احمدیّہ کے لٹریچر میں غیر احمدی کا لفظ لکھا جاتا ہے تو ان معنوں میں کہ دوسرے مسلمانوں میں سے وہ مسلمان جو امام مہدی کے منکر ہیں۔

پس وہ شخص جو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر ایمان لاتا ہو اور خواہ امام مہدی کا منکر ہو اُسے ہم اسلام سے خارج نہیں قرار دیتے بلکہ غیر احمدی مسلمان کہتے ہیں جو کُفر دون کُفر والے مسئلہ سے تعلق رکھنے والی بات ہے۔ اس کفر سے یہ مراد لی جاتی ہے کہ حقیقی اور سچّا مسلمان نہیں رہا کیونکہ اُس نے خُدا کے بھیجے ہُوئے ایک امام کا انکار کر دیا ہے لیکن اس کے باوجود ہر مسلمان کو یہ حق دیتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان قرار دے اور سمجھتے ہیں کہ خُدا نے یہ حق دیا ہے اور کوئی یہ حق چھین نہیں سکتا۔ حتّٰی کہ اگر واقعۃً کسی فرقہ کے مسلمان کو غیر مسلم یقین کرلیں تو ہمارے اس یقین کا ہرگز یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ اسے مسلمان کہلانے کے حق سے محروم کر دیں۔ جماعتِ احمدیّہ کا یہ عقیدہ نہ صرف معقول ہے بلکہ سو فی صدی قرآن کے اس فرمان کے مطابق ہے:۔

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا

وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۔ (الحجرات: آیت ۱۵)

اعراب کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے تو اُن سے کہدے کہ تم حقیقۃً ایمان نہیں لائے لیکن تم یہ کہا کرو کہ ہم اسلام لے آئے کیونکہ ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہُوا ۔

لیکن افسوس کہ ان مولویوں کا یہ موقف نہیں بلکہ جن دوسرے فرقوں کو یہ کافر کہتے ہیں اُنہیں غیر مسلم یعنی کلیتہً اسلام سے خارج ہی سمجھتے ہیں ۔

احمدیوں کے ساتھ رعائتی سلوک

لدھیانوی صاحب نے اپنی اس تقریر میں یہ احسان بھی جتایا ہے کہ :۔

"ہم احمدیوں سے رعائتی سلوک کر رہے ہیں اور ان پر کوئی پابندی نہیں لگائی گئی" ص۱۵

حیرت ہے مولوی صاحب کس خطۂ پاکستان پر زندگی بسر کر رہے ہیں ۔ ان مولوی صاحبان کی کوششوں کی وجہ سے تو ضیاء الحق ڈکٹیٹر نے جماعت پر یہ پابندیاں لگا رکھی ہیں جن کی فہرست یہ ہے :۔

- اسلامی اصطلاحات کا استعمال نہیں کر سکتے مثلاً صحابی، خلیفۃ المومنین، خلیفۃ المسلمین، امیر المومنین رضی اللہ عنہ ۔ اہل بیت ۔ امّ المومنین ۔ مسجد وغیرہ کے الفاظ استعمال نہیں کر سکتے ۔
- اذان نہیں دے سکتے ۔
- بالواسطہ یا بلا واسطہ مسلمان ہونا ظاہر نہیں کر سکتے ۔
- تبلیغ اور اپنے عقائد کا اظہار نہیں کر سکتے ۔

وغیرہ وغیرہ ایسی پابندیاں ہیں جن کا ہر کس وناکس کو علم ہے اور آرڈیننس کی صورت میں چھپا ہُوا ہے ۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہیں۔ جو شخص اس چھپے ہوئے قانون کا انکار کر دے تو اندازہ کریں کہ یہ جس دشمنی کی اس حد تک بڑھے ہوئے ہوں اُن سے کیا سلوک کرتے ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں سے بھی یہ ہی سلوک کرتے ہیں۔

باقی جو احمدیوں پر مظالم کا قصہ ہے۔ ہر روز پاکستان کے اخباروں میں چھپتا رہتا ہے کہ کوئی کلمہ پڑھنے پر گرفتار کیا جا رہا ہے۔ کسی کے گھر سے بسم اللہ لکھی مل جائے تو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے بے شمار داستانیں ہیں ان مظالم کی۔ قرآن کریم کی آیت تک رکھنا ایک جرم بن کر رہ گیا ہے۔ صرف روزنامہ نوائے وقت کے ان اعداد و شمار کو ملاحظہ کریجئے جس کے مطابق تین ہزار ایک سو تیرہ احمدیوں کو انہیں باتوں کی وجہ سے گرفتار کیا گیا لیکن گرفتار ہونے والوں کی اصل تعداد نوائے وقت کے ان اعداد و شمار سے کہیں زیادہ ہے اور ۱۹۸۸ء کے بعد اب تک تو یہ تعداد اور بھی بڑھ جاتی ہے ۱۹۸۴ء سے ۱۹۸۸ء کے محدود ریکارڈ کو اس اخبار نے اس طرح پیش کیا ہے:۔

۱۲۵	گرفتاریاں	خود کو مسلمان کہنے پر
۵۸۸	گرفتاریاں	کلمہ طیبہ کا بیج لگانے پر
۱۷۸	گرفتاریاں	مسجد پر کلمہ لکھنے پر
۲۰۴	گرفتاریاں	اذان کہنے پر
۷۶	گرفتاریاں	شعائر اسلامی کے استعمال پر ہوئیں۔

مزید برآں ۲۱۴۱ احمدیوں کو دیگر مقدمات میں گرفتار کیا گیا۔

(نوائے وقت ۱۱ ستمبر ۱۹۸۸ء)

یہ سب باتیں عامۃ الناس کے علم میں ہیں اور یہ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ احمدیوں پر کوئی پابندی نہیں۔ مولوی صاحب کو بھی ان کا پتہ تو ضرور ہوگا مگر ان کی عادت نہیں بدلتی۔ چنانچہ ہم حکومتِ پاکستان سے درخواست کرنی چاہتے ہیں کہ وہ "یہ رعائتیں" احمدیوں سے واپس لیکر

ہمارے ان مخالف مولویوں اور ان کے پیروکاروں کو عنایت کردے اور ہماری بجائے اسی طرح اُن سے "رعایتی سلوک" کرے۔

؎ راگ وہ گاتے ہیں جس کو آسماں گاتا نہیں

لدھیانوی صاحب سامعین کو نصیحت کرتے ہیں کہ:۔

"ہماری غیرت کا اصل تقاضا تو یہ ہے کہ دنیا میں ایک قادیانی بھی زندہ نہ بچے۔
...... کم از کم اتنا تو ہونا چاہیئے کہ ہم قادیانیوں سے مکمل قطع تعلق کریں۔ ان کو اپنی کسی مجلس میں، کسی محفل میں برداشت نہ کریں۔" (صفحہ ۲۱-۲۲)

انگریزی محاورہ ہے CAT IS OUT OF THE BAG اب ہمیں سمجھ آئی ہے۔ کہ مولانا کے نزدیک رعایت کے کیا معنی ہیں۔ دیکھیں کہ کس قدر رعائتی سلوک ہے کہ احمدیوں سے رعائتی سلوک کرنے کی دوسروں کو تلقین فرما رہے ہیں۔ ہمارا پھر وہی جواب ہے کہ مولوی صاحب! یہ رعایت آپ اور اپنے مریدوں سے جائز رکھئے۔ اگر یہی رعایتی سلوک ہے تو اللہ تعالیٰ آپ سے ایسی رعایت فرمائے۔

جہاں تک آپ کی غیرت کے اصل تقاضے کا تعلّق ہے تو آپ کے دل کی تو یہ حسرت ہے کہ ایک بھی قادیانی دنیا میں زندہ نہ بچے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے دل کی دھڑکنیں تقدیر الٰہی کے مخالف چل رہی ہیں اور آپ حضرت مرزا صاحب کے اس شعر کے مصداق ہیں کہ:۔ ؎

راگ وہ گاتے ہیں جس کو آسماں گاتا نہیں
وہ ارادے ہیں کہ جو ہیں برخلافِ شہریار

چنانچہ یہ عجیب بات ہے کہ آپ کے ہم پیالہ علماء نے جب بھی کوشش کی کہ جماعت کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیں تو اس کے برخلاف خدا تعالیٰ نے جماعت کو بہت ترقی دی اور آپ کے پیر و مرشد

ضیاء صاحب نے جب یہ اعلان کیا کہ میں اور میری حکومت دُنیا سے احمدیوں کا قلع قمع کرنے پر تلے ہُوئے ہیں۔ اُس وقت نوّے ۹۰ سے زائد ملکوں میں جماعت نہ تھی اور ان کے اس ارادے کے اظہار کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے اب تک ۲۴ مزید ممالک میں جماعت پھیل چکی ہے اور پھر جگہ رفتار اس قدر تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے کہ اگر آپ کو علم ہو جائے تو آپ کی حرکتِ قلب بند ہو جائے۔

پس یہ بات آپ کو تکلیف دینے کی خاطر نہیں سمجھانے کے لئے لکھ رہے ہیں کہ اگر آپ اسی طرح متقی، پرہیزگار اور اسلام کی خدمت کرنے والے ہیں جیسا کہ آپ سمجھتے ہیں اور جماعتِ احمدیہ ویسی ہی ہے جیسا کہ آپ اس پر بہتان باندھ رہے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کی ہر تمنّا کو ناکام کرتا چلا جاتا ہے اور جماعت کو بڑھاتا چلا جارہا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار یہاں ہم اولوا الالباب نہیں لکھ سکتے کیونکہ اس رسالہ کے بعد آپ خواہ کسی زمرہ میں آتے ہُوں مولانا! آپ اولوا الالباب کے زمرہ میں نہیں آتے۔

ایک اور جھوٹا الزام

مولوی لدھیانوی صاحب نے ایک نہایت ہی جھوٹا اور بے بنیاد الزام جماعتِ احمدیہ پر یہ لگایا ہے کہ جماعت گویا چودہ ۱۴ صدیوں کے مسلمانوں کو کافر قرار دیتی ہے۔

یہ بھی ان کے افتراء کی ایک قسم ہے البتہ انہوں نے خود ضرور چودہ سو سال کے مسلمانوں پر اتہام لگائے ہیں۔ جماعتِ احمدیہ کو قائم ہُوئے تو سو سال ہُوئے ہیں اور جماعت نے دوسروں کی کفر بازی میں کبھی کسی کی تصدیق نہیں کی۔

جماعتِ احمدیہ تو صرف یہ کہتی ہے کہ اگر یہی سچے امام مہدی ہیں تو خدا کے نزدیک اسکا منکر کافر ہے۔ جب حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ ہی ۱۸۸۹ء کا ہے تو پھر گذشتہ ۱۴ صدیوں کے مسلمانوں کو کس طرح متہم کیا جا سکتا ہے۔ یہ مولوی صاحب کے افتراء کی ایسی قسم ہے جس سے وہ

عامۃ الناس میں اشتعال پھیلانا چاہتے ہیں۔ گذشتہ صدیوں کے مسلمانوں کے بارہ میں حضرت مرزا صاحب نے جو تعلیم جماعتِ احمدیہ کو دی، وہ یہ ہے اور یہی جماعتِ احمدیہ کا گذشتہ چودہ سو سال کے مسلمانوں کے بارہ میں عقیدہ ہے لیکن یہ مولوی صاحب جھوٹ بول رہے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب اہلِ بیتِ نبویؐ کے متعلق فرماتے ہیں ؎

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آلِ محمدؐ است

(درِّ ثمین فارسی ص۸۹۔ نظارت اشاعت۔ ربوہ)

کہ میری جان اور دل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال پر فدا ہیں اور میری خاک آلِ محمدؐ کے کوچے پر قربان ہے۔

صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت نے اپنے رسول مقبول کی راہ میں ایسا اتحاد اور ایسی روحانی یگانگت پیدا کر لی تھی کہ اسلامی اخوت کی رو سے سچ مچ عضوِ واحد کی طرح ہو گئی تھی اور ان کے روزانہ برتاؤ اور زندگی اور ظاہر اور باطن میں انوارِ نبوت ایسے رچ گئے تھے کہ گویا وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عکسی تصویریں تھے۔"

(فتح اسلام ص۳۵ روحانی خزائن جلد ۳ ص۲۱ نظارت اشاعت ربوہ)

ائمہ اثنا عشر

"ائمہ اثنا عشر نہایت درجہ کے مقدس اور راستباز اور ان لوگوں میں سے

تھے جن پر کشفِ صحیح کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔"

(ازالہ اوہام حصّہ دوم صفحہ ۴۵۵۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۴۲ نظارت اشاعت ربوہ)

ائمہ اربعہ

"یہ چار امام اسلام کے واسطے مثل چار دیواری کے تھے۔"

(البدر ۳؍نومبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۷)

صُلحائے اُمّت

"ہمارے سیّد و مولیٰ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک ہر ایک صدی میں ایسے باخُدا لوگ ہوتے رہے جن کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ غیر قوموں کو آسمانی نشان دکھلا کر ان کو ھدایت دیتا رہا ہے۔ جیسا کہ سیّد عبدالقادر جیلانی اور ابوالحسن خرقانی اور ابو یزید بسطامی اور جنید بغدادی اور محی الدین ابنُ العربی اور ذوالنون مصری اور معین الدین چشتی اجمیری اور قطب الدین بختیار کاکی اور فرید الدین پاک پٹنی اور نظام الدین دہلوی اور شاہ ولی اللہ دہلوی اور شیخ احمد سرہندی رضی اللہُ عنہم و رضوا عنہُ۔ اسلام میں گزرے ہیں اور ان لوگوں کا ہزارہا تک عدد پہنچا ہے اور اس قدر ان لوگوں کے خوارق علماء اور فضلاء کی کتابوں میں منقول ہیں۔ کہ ایک متعصّب کو باوجود سخت تعصب کے آخر ماننا پڑا ہے کہ یہ لوگ صاحبِ خوارق و کرامات تھے ......

جس قدر اسلام میں، اسلام کی تائیدمیں اور آنحضرت صلی اللہُ علیہ وسلم کی سچائی کی گواہی میں آسمانی نشان بذریعہ اس امّت کے اولیاء کے ظاہر

ہوئے اور ہو رہے ہیں ان کی نظیر دوسرے مذاہب میں ہرگز نہیں "۔

(کتاب البریہ ص۲۰۰۰۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ ص۲۰۹۱-۹۲۔ نظارت اشاعت ربوہ)

پھر فرمایا :-

"درمیانی زمانہ کے صلحائے اُمّتِ محمدیہ بھی باوجود طوفانِ بدعات کے ایک دریائے عظیم کی طرح ہیں "۔ (تحفہ گولڑویہ ص۵۸ بار اوّل)

مولوی صاحب کی ایک بھدّی مثال

مولوی صاحب اپنے افترا کو اب ایک مثال سے ثابت کرنے کے لئے کہتے ہیں۔ کہ "مثال تو بھدی سی ہے" پھر کہتے ہیں کہ "ایک باپ کے دس بیٹے تھے جو اس کے گھر پیدا ہوئے وہ ساری عمر اُن کو اپنا بیٹا کہتا رہا۔ باپ مر گیا۔ اس کے انتقال کے بعد ایک غیر معروف شخص اُٹھا اور یہ دعویٰ کیا کہ مَیں مرحوم کا صحیح بیٹا ہوں۔ یہ دسوں کے دس لڑکے اس کی ناجائز اولاد ہیں "۔

آگے جاکر مولوی صاحب تعلّی کرتے ہیں کہ

"تیرہ صدیوں کے مسلمان حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی روحانی اولاد تھی۔ چودھویں صدی کے شروع میں مرزا غلام احمد قادیانی کھڑا ہوا۔ اُس نے کہا کہ حضورؐ کی روحانی اولاد صرف مَیں ہوں۔ باقی سارے مسلمان کافر ہیں "۔

لدھیانوی مولوی صاحب! آپ نے ثابت کر دیا ہے کہ آپ عقل سے بالکل عاری ہیں۔ مثال آپ نے ایسی دی ہے کہ اپنے جال میں بُری طرح پھنس چکے ہیں اور محال نہیں کہ اپنے ہی پھینکے ہوئے جال سے بچ سکیں۔ آپ کے دعاوی اور طرزِ کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ نہ قرآن کریم پر آپ کی نظر ہے۔ نہ احادیثِ نبویہ پر اور نہ سنّتِ رسولؐ پہ۔ اور نہ ہی اہل اللہ کے اقوال پر نظر ہے۔ اور حملہ کرنے کا آپ کو

ایسا جوش ہے کہ دیکھتے نہیں کہ حملہ کس پر ہو رہا ہے اور اس سے کیا عواقب ہوں گے۔ آپ نے جو مثال دشق بچوں والی پیش کی ہے، ایسی بے ہودہ اور لغو مثال کو دینی مسائل میں پیش کرتے ہوئے آپ کو شرم آنی چاہیئے تھی۔

اوّل تو اسی سے پتہ چلتا ہے کہ آپکے ذہن میں کیا ہے اور آپ کی سوچ کیا ہے۔ کیا یہ مثال پیش کرنے سے پہلے آپ کو یاد نہیں آیا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔

تَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَّ سَبْعِیْنَ مِلَّةً۔

کہ میری اُمّت کے تہتّر فرقے ہوں گے۔

مولوی صاحب! آپ دشق کا رونا رو رہے ہیں اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم اُمّت کے تہتّر فرقوں میں بٹ جانے اور منتشر ہو جانے کی تنبیہہ فرما رہے ہیں اور آخر میں یہ فرما رہے ہیں:۔

کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً۔

(جامع ترمذی کتاب الایمان باب افتراق ھذہ الامّۃ)

کہ سوائے ایک کے باقی سب آگ میں ہوں گے۔

کوئی بڑا ہی بدبخت انسان ہوگا جو اس پر ایسی پھبتی کسے جیسی کہ آپ نے جسارت کی ہے کہ۔ "کسی کے بہتّر بیٹے تھے جو اس کے گھر پیدا ہوئے وہ ساری عمر اُن کو اپنا بیٹا کہتا رہا۔ باپ کے بعد ایک غیر معروف شخص اُٹھا اور یہ دعویٰ کیا کہ وہ صحیح بیٹا ہے۔"

علاوہ ازیں آپ جانتے ہیں کہ ہر فرقہ اُمّتِ محمدیّہ کا یہی دعویٰ ہے کہ وہ حق پر ہے اور دوسرے غلطی پر ہیں بلکہ اس قدر شدید غلطی پر ہیں کہ کافر ہو گئے ہیں۔ اے عقل کے کورے مولوی صاحب! کیا آپ کو اس موقعہ پر وہ بدبخت اور کمینی مثال چسپاں ہوتی دکھائی نہ دی۔ پس اِذَا لَمْ تَسْتَحِیْ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ۔ جب تیرے اندر حیا ہی نہیں رہی تو جو تیرا دل چاہے کر۔

(مشکوٰۃ۔ باب الرفق والحیاء وحسن الخلق)۔

مولوی صاحب! آپ نے تو یہ دعویٰ کیا ہے کہ جھوٹے کو اس کی ماں تک پہنچا دیا ہے۔ ہم نے تو آپ کے ہر جھوٹ کو کلیتہً طشت از بام کر دیا ہے۔ لیکن آپ کے جھوٹ کی اتنی نسلیں ہیں کہ ہم کس کس ماں کا نام لیں۔ بہرحال یہ بات تو خوب روز روشن کی طرح کھل چکی ہے کہ ماضی میں اللہ تعالیٰ کے مقدس بندوں کے خلاف وساوس اور خباثت کی ماؤں کے بچے جس قسم کے جھوٹ بھی بولے گئے، جناب نے ان میں سے کسی جھوٹ کو اختیار کرنے سے کراہت محسوس نہیں کی۔ اور آپ کی ہر مکروہ کوشش کو ہم نے ننگا کر کے دکھا دیا ہے۔ اتنی ماؤں تک پہنچانے کی بجائے ہم قرآن کریم کا محاورہ استعمال کرتے ہیں جو بزرگوں پر تمسخر کرنے والے ایسے اندھے مخالفین کی ایک ماں کی خبر ان الفاظ میں ہمیں دیتا ہے۔ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ۔ پس بجائے اس کے کہ سو مختلف ماؤں تک ہم آپ کو پہنچاتے رہیں۔ ہم اس سب پر حاوی اور سب سے آخری ماں کی گود ھاویہ کے سپرد کر کے آپ سے اجازت لیتے ہیں۔ لیکن جاتے جاتے اس امر کی طرف متوجہ کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ انگریز تو ان کی ماں بنیں گے جن کے مصنوعی خدا کو اُن کی طرح آپ نے بھی آسمان پر چڑھا رکھا ہے۔ وہ ان کی ماں کیسے بن گئے جنہوں نے اُن کے خُدا کے اکلوتے بیٹے کی موت کا اعلان کر کے ہمیشہ کے لئے زمین میں سُلا دیا۔

تمت بالخیر